میں ہاری پیا

ندا علی عباس

میں ہاری پیا

ندا علی عباس

وہ جو حبہ اور نابیہ کو سلانے کے لئے لیٹی تھی نجانے کب خود بھی نیند کی وادی میں اترتی چلی گئی جب اچانک ہی سیم کی رونے اور چلانے کی آواز سن کر وہ ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھی تھی نظر ساتھ لیٹی حبہ اور انابیہ تک گئی تھی وہ سو رہی تھیں جبکہ سیم کی جگہ خالی تھی وہ نجانے کب اسے سوتا سمجھ کر باہر نکل گیا تھا اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی سیم کی چلانے کی آواز سن کر وہ تیزی سے بیڈ سے اتری اور ننگے پاؤں ہی باہر کی جانب دوڑ لگا دی، باہر کا منظر اس کو فریز کرنے والا تھا، ناہید چاچی بے دردی سے سیم کا کان مڑوڑے لگاتار جھانپڑ سیم کے گالوں پہ رسید کر رہی تھیں وہ تڑپ کے آگے بڑھی تھی اور زبردستی سیم کو چھڑوا کر اپنی آغوش میں چھپالیا تھا۔

''کیا کر رہی ہے چاچی ایسا بھی کیا کر دیا بچہ ہے۔'' چاچی نے ہاتھ روک کر کڑی نظروں سے اسے گھورا تھا۔

''بچہ ہے بچہ لگتا ہے یہ تجھے سات برس کا ہو چلا ہے یہ اور اوپر سے چوریاں کرتا ہے ارے ہڈ حرام میں پوچھتی ہوں اماں باوا یہی سکھا کر گئے تجھے۔'' چاچی نے بولتے بولتے مزید دو جھانپڑ سارہ کی آغوش میں چھپے بلکتے سیم کو مارے تو وہ مزید بلند آواز میں رونے لگا۔

''چاچی پلیز۔'' سارہ تڑپ ہی تو اٹھی تھی، وہ روتے بلکتے سیم کو سنبھال کر اندر کی جانب بڑھی کمرے کی دہلیز پہ ہی انابیہ ڈری سہمی کھڑی تھی۔

''سمجھا دینا اس بے غیرت کو آئندہ چوری کی تو ہاتھ پاؤں توڑ کر رکھ دوں گی۔'' اسے اندر جاتے دیکھ کر چاچی زور سے چلائی تھی وہ ان سنی کر کے سیم اور انابیہ کو لئے کمرے میں چلی آئی، انابیہ اور سیم کو بستر پر بیٹھا کر وہ خود صوفے پر سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

''سوری سارہ بہت بہت سوری آئی ایم سوری'' ...

مکمل ناول

آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا۔"

"آپ ناراض مت ہوں۔" ڈرتا جھجکتا سیم اس کے قریب آیا تھا، سارہ نے ہاتھوں سے سر اٹھا کر کڑی نظروں سے اسے گھورا تھا۔

"میں نے چوری نہیں کی سارہ مجھے بیہ کی قسم مجھے بہت سخت بھوک لگی تھی دن کو چاچی نے کھانا نہیں دیا تھا میں سمجھا آپ سو گئی اس لئے آپ کو نہیں جگایا میں نے تو بس فریج کھول کر ڈبل روٹی نکالی تھی، اوپر سے چاچی آ گئی، آئی سوئیر سارہ میں نے چوری نہیں کی۔" وہ آنکھوں میں آنسو لئے بولا تھا۔

"سیم میری جان!" وہ تڑپ اٹھی تھی اور بے ساختہ آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگایا تھا۔

"تم نے تو کہا تھا تم کھانا کھا چکے ہو، سارہ چاچی نے کہا تھا آج گھر میں راشن ختم ہے آج کھانا نہیں ملے گا اور آپ کو بھی نہیں بتانا۔" وہ بے ساختہ رو دیا تھا۔

"سیم!" وہ دکھ سے بس اسے دیکھتی رہ گئی۔

"میں چاچی سے پوچھتی ہوں ایسا وہ بھلا کیسے کر سکتی ہیں۔" وہ غصے سے اٹھی تھی۔

"نہیں سارہ پلیز چاچی بہت مارے گی۔" سیم نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا تھا۔

"ہاں آپی بھیا کی شکایت مت لگانا ورنہ چاچی انہیں بہت ماریں گی یہ دیکھیں اس دن چاچی نے مجھے بھی مارا تھا چمٹے سے۔" انابیہ نے بھی اس کا پلو تھام کر جیسے اسے روکا تھا اور شلوار کا پائنچہ اٹھا کر اسے ٹخنے سے اوپر جلے ہوئے کا نشان دکھایا تھا۔

"نابی جانو یہ سب کب ہوا؟" وہ انابیہ کی جلی ہوئی ٹانگ دیکھ کر بے ساختہ رو پڑی تھی۔

"اس دن جب آپ سکول گئی تھی اور میں نے چھٹی کی تھی تب حمزہ نے خود مجھے تھپڑ مارا اور چاچی کو بولا کہ میں نے اسے مارا ہے اور گملا بھی میں نے توڑا ہے تو چاچی نے مجھے مارا گرم چمٹے سے۔" انابیہ کچھ دن پہلے کی سٹوری اس کے گوش گزار کر رہی تھی، اس نے بے ساختہ انابیہ کو اپنے ساتھ لگایا تھا۔

"نابی تم بہت گندی ہو تم نے سارہ کو رولا دیا ہے۔" سیم اپنے ننھے ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے انابیہ کو گھورتے ہوئے بولا۔

"سوری آپی!" انابیہ اس کے گلے لگ گئی۔

"کوئی بات نہیں تم دونوں بیٹھو میں تم لوگوں کے لئے کھانے کے لئے لاتی ہوں۔" وہ باری باری دونوں کے گال چومتی ہوئی بولی۔

"آپی میں سینڈوچز کھاؤں گی۔" انابیہ اسے اٹھتا دیکھ کر تیزی سے بولی۔

"ٹھیک ہے تم دونوں اچھے بچوں کی طرح بیڈ پہ جا کر بیٹھو بہن کے پاس اور سنو اسے چھیڑنا مت ورنہ جاگ جائے گی، میں تب تک اس کے لئے دودھ گرم کر کے تم دونوں کے سینڈوچ لاتی ہوں اوکے۔" وہ انہیں سمجھاتے ہوئے بولی، وہ سر ہلاتے ہوئے خاموشی سے سوئی ہوئی حبہ کے دائیں بائیں جا کر لیٹ گئے سارہ ان سے مطمئن ہوتے ہوئے کچن کی جانب چلی آئی، فریج سے دودھ نکال کر بوائل کرنے کے لئے چولہے پر چڑھایا اور خود جلدی جلدی فریج سے ڈبل روٹی نکال کر سینڈوچ بنانے لگی۔

"اوہ ہو مہارانی یہ سارا سامان کہاں جا رہا ہے پھر بھوک لگ گئی ہو گی ان ہڈ حراموں کو۔" سارا کچھ تیار کر کے ٹرے میں رکھ کر جب وہ کچن سے نکلنے لگی تو چاچی آ دھمکی۔

"وہ چاچی سیم اور بیہ کو بھوک لگی تھی اس لئے۔" چاچی کو خوفناک تیوروں سے خود کو گھورتے پا کر اس کے اگلے الفاظ آپوں آپ ہی گم ہونے لگے۔

"بات سنو لڑکی یہ تمہارے باپ کا گھر نہیں ہے جہاں دولت کی ریل پیل ہو گی یا نوکر چاکر ہو گئے، ایک کمانے والی جان ہے اور دس کھانے والے، یوں بار بار رزق کا ضیاع مجھے پسند نہیں، دن میں ایک دفعہ مل جاتا ہے ناں کھانے کو غنیمت سمجھو اتنا گھر میں ہوتا نہیں جتنا تمہارے یہ لاڈلے کھاتے ہیں۔" چاچی ہاتھ نچا کر بولی تھی۔

"جی چاچی آئندہ احتیاط کروں گی۔" بات ختم کرنے کی غرض سے وہ بولی تھی جانتی تھی ان لوگوں کے کھانے کے معاملے میں بولنا چاچی کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

"اور تم یہ جا کہاں رہی ہو، پہلے گھر کا کام نمٹاؤں پھر ان لاڈلو کا پیٹ بھرنا اور جو برتنوں کا ٹوکرا بھرا پڑا ہے وہ کیا تمہاری ماں قبر سے اٹھ کر آ کر دھوئے گی۔" چاچی کو ایک اور ٹاپک ملا تھا۔

"جی چاچی میں بس ابھی آئی یہ ان دونوں کو دے آؤں انتظار کر رہے ہوں گے۔" وہ تیزی سے بولی۔

"جی کی بچی یہ رکھو ادھر پہلے جو میں نے کہا وہ کرو ایک دن نہیں کھائیں گے تو مر تو نہیں جائیں گے عضب خدا کا کیا زمانہ آ گیا ہے، چھوٹے چھوٹے بچے اب بڑوں کے منہ کو آنے لگے، ارے دیکھ کیا رہی ہے جلدی کرو برتن دھو حد ہو گئی ذرا جو ماں نے تمیز سکھائی ہو۔" چاچی بکتی جھکتی وہی کرسی ڈال کر بیٹھ گئی یہ اس بات کا مطلب تھا کہ اب جب تک وہ کام ختم کر دے گی تب تک نہ خود وہ ہلیں گی نہ اسے ہلنے دے گی، وہ بے بسی سے ٹرے رکھ کر برتن دھونے آگے بڑھ گئی، وہ بے بس تھی کچھ نہیں کر سکتی تھی، سارہ آریان خان کچھ نہیں کر سکتی تھی، وہ دس سال کی بچی واقعی کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

☆☆☆

سیم کو بہت سخت بخار تھا سارہ بہت پریشان تھی، اس کا پیپر تھا اسے سکول جانا تھا مگر سیم کی حالت دیکھ کر اس کا دل بیٹھا جا رہا تھا چاچی پہ اعتماد کرنا مشکل تھا چاچا سے سیم کو ڈاکٹر کے پاس لے جانے کو بولا تھا مگر وہ چاچی کی کڑی نظروں سے بے بس تھے ناچار سیم کو تسلیاں دے کر اور انابیہ کو سکول سے چھٹی کروا کر سیم کا خیال رکھنے کا کہہ کر وہ خود سکول چلی آئی پیپر دیتے وقت بھی سارا دھیان پیچھے سیم کی طرف ہی رہا، چھٹی کی گھنٹی بجتے ہی سب سے پہلے جو سکول سے نکلی وہ سارہ ہی تھی، گھر پہلا قدم رکھتے ہی وہ ساکت رہ گئی، سامنے ہی ٹھنڈے فرش پر ننگے پاؤں فل کپڑوں میں بھیگا فرش پہ پوچا لگاتا بلاشبہ وہ سیم ہی تھا پاس ہی پانی کی بالٹی اٹھائے انابیہ کھڑی تھی سامنے ہی صوفے پہ ہاتھ میں وائپر کا ڈنڈا لئے بڑے کروفر کے سے انداز میں چاچی بیٹھی تھیں، جبھی سیم کپڑا اٹھا کر کھڑا ہوا مگر اگلے ہی پل چکرا کر دھڑام سے زمین پر گرا تھا۔

"بھیا!"

"سیم!" پانی کی بالٹی گرا کر انابیہ اور ساکت کھڑی سارہ تڑپ کر آگے بڑھی تھی۔

"سیمی کیا ہوا آنکھیں کھولو۔" سارہ اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولی تھی۔

"سارہ!" بخار سے تپتی ہوئی سرخ انگارہ آنکھیں لئے اس نے سارہ کو دیکھا۔

"ارے ہڈ حرام بے غیرت، میں جانتی تھی تو کوئی نہ کوئی بہانہ کرے گا، چل اٹھ یہ کام سارا تمہارا باپ آ کر کرے گا۔" چاچی خونخوار نظروں

سے گھورتی ہوئی آئی تھی اور ہاتھ میں تھاما ڈنڈا سیم کی کمر میں گھمایا تھا، سیم بلبلا اٹھا، سارہ نے تڑپ کر اسے اپنے سینے میں چھپایا۔

''چاچی پلیز اسے مت ماریں اسے بخار ہے یہ دیکھیں اس کی کیا حالت ہو رہی ہے۔''

سارہ رو ہی تو دی تھی، چاچی نے ہاتھ میں تھاما ڈنڈا دیکھا اور اگلے ہی پل سارہ کے ساتھ چمٹے سیم اور انابیہ کی شامت آئی تھی۔

''بے غیرتو حرام خوروں جتنا مرضی کھلاؤ پلاؤ مگر کام تم لوگ سے ہوتا نہیں الٹا میرے ہی گلے پڑ گئے ارے وہ بے غیرت بھی مر گئے اتنا نہ کیا تم لوگوں کو بھی ساتھ لے جاتے مگر نہیں میرے سینے پہ مونگ دلنے کو چھوڑ دیا، ہڈحراموں کو۔'' چاچی کی زبان کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی چلتے گئے سارہ بے چاری ان دونوں کو بچاتے بچاتے خود بھی نشانہ بنتی رہی مگر اسے اپنی رتی برابر پرواہ نہ تھی ان معصوم جانوں کو چپ کرواتے رات گئے ٹکور کرتے وہ سوچتی رہی کہ اسے کیا کرنا چاہے اور صبح تک وہ ایک فیصلہ کر چکی تھی۔

☆☆☆

آریان خان اور زمان خان دو ہی بھائی تھے آریان خان بڑے جبکہ زمان خان چھوٹے تھے، آرخان خان کی بیگم ثانیہ اور زمان خان کی بیگم تانیہ دونوں سگی بہنیں تھیں آرخان خان اور ثانیہ کی ایک ہی اولاد تھی سارہ آریان اور زمان خان اور تانیہ کی سب سے بڑی اولاد سیم تھا جو کہ سارہ سے ڈھائی سال چھوٹا تھا اس سے چھوٹی انابیہ تھی جو تھی تو پانچ سال کی مگر سیم سے ڈیڑھ سال چھوٹی تھی اور سب سے چھوٹی حبہ تھی جو ابھی تین ماہ کی تھی، وہ بھی ایک حسین صبح تھی اور اس دن سیم کی ساتویں سالگرہ تھی گھر میں کئی دن سے پلاننگ چل رہی تھی کہ بہت بڑی نہیں تو چھوٹی سی ہی برتھ ڈے پارٹی ارینج کی جائے بچے خوش تھے اور اسی خوشی میں سب نے سکول سے چھٹی کی تھی، سارہ خدیجہ بوا مما اور خالہ کے ساتھ کچن میں تھی اسے بچپن میں ہی شوق تھا چھوٹے موٹے کام کرنا اور اب تو بوا کے ساتھ رہ رہ کر ماشاء اللہ وہ اچھے خاصے کام کر لیتی تھی خاص کر سیم انابیہ اور حبہ کے کام کو دو دوڑ دوڑ کے کرتی تھی اور اسے یہ چھوٹے چھوٹے کام کرنا اچھا لگتا تھا حالانکہ اس کی عمر کیا تھی، یہی ساڑھے نو سال پھر بھی وہ ہر کام میں طاق تھی، مما کا اسے ابھی سے یہ سب کرنا اچھا لگتا تھا جبکہ خالہ کو وحشت ہوتی تھی وہ اکثر مما کو ٹوکتی کہ ابھی سے اسے ان کاموں میں مت الجھاؤ، مگر مما ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتی الٹا کہیں جانا ہوتا شاپنگ کے لئے یا بازار کسی بھی کام سے تو سیم انابیہ اور حبہ کو آرام سے سارہ کے حوالے کر دیتی پھر چاہے رات گئے گھر واپس آئے بچے ان کو ویسے ہی ہنستے کھیلتے ملتے، کیونکہ وہ جانتی تھیں سارہ سب سنبھال لیں گی، اس دن سیم کی ساتویں سالگرہ تھی گھر سجا تھا بچے خوش تھے آفس کے لئے نکلتے پاپا اور چاچو کو مما نے روکا اور خالہ کو لئے خود بھی ساتھ چل دی کہ شام کو پارٹی ہے کچھ سامان رہتا ہے وہ لے لے گی، پاپا لوگ انہیں بازار ڈراپ کر دیں واپسی پہ وہ خود بخود مینج کر لیں گی، گھر سے وہ چاروں نکلے ہنستے مسکراتے مگر کوئی نہ جانتا تھا کہ واپسی پہ یہ مسکراتے لب ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں گے، مین مارکیٹ میں بلاسٹ ہوا تھا اور چاروں کے چاروں ٹکڑوں میں بٹ گئے تھے گھر میں کہرام مچ گیا تھا نوکر چاکر روتے چلاتے رہے قریبی کوئی تھا نہیں جسے اطلاع دی جاتی دور پار کی کوئی چاچا چاچی تھے جو اس جنازے میں آئے بچے پریشان ماں باپ کے ٹکڑوں میں ماں باپ کا چہرہ ہی

دیکھتے رہ گئے پریشان حال روتے چلاتے سب کو دیکھتے رہے مگر جان نہ سکے کہ ہوا کیا تھا سوائے سیم اور سارہ کے، کچھ دن گزرنے کے بعد جب بچوں کو سنبھالنے کا وقت آیا تو اعلان ہوا کہ جو بچے سنبھالے گا بنگلہ، بنگلے میں کھڑی دونوں گاڑیاں بنک میں جمع پیسہ سب بچوں کے نام ہے جو سنبھالے گا اسی کے پاس جائے گا کوئی سگا تو تھا نہیں سو وہی چاچا چاچی (دور پار کے رشتہ دار جو تھے) قرعہ فال انہی کے نام نکلا وہ بھی بینک بیلنس دیکھ کر بچے رکھنے کو تیار ہو گئے سو بچے لئے اپنے گھر چلے آئے کہ کچھ عرصہ لوگوں کو یہ بھی تو باور کروانا تھا ناں کہ بھئی ہمیں کوئی غرض نہیں پیسہ سے بھئی ہمیں تو یہی بچے عزیز تھے باقی پیسہ جائے بھاڑ میں تا کہ لوگ عش عش کر اٹھیں یہ سن کر اور تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد جب سب بھول بھال گئے تو پھر دیکھا جائے گا کہ اتنے پیسے کا کیا کیا جائے مگر چاچی تھوڑے ہی عرصے میں بچوں سے اکتا گئی اور ظلم و ستم شروع کر دیا ان کے خیال میں کہ اب انہیں کون پوچھنے والا ہے مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ ایسا کر کے وہ خود ہی گھر آئی روزی کو لات مار بیٹھی تھی۔

☆☆☆

ساری رات سیم اور انابیہ کے زخموں کی ٹکور کرتے وہ اندر سکی تھی اور صبح کا سورج طلوع ہوتے ہی وہ ایک فیصلہ کر کے اٹھ کھڑی ہوئی تھی انابیہ کو چھٹی کروا کے سیم اور حبہ کے پاس چھوڑا اور خود سکول چلی آئی، سکول سے آگے دس منٹ کے فاصلے پہ ہی تو اس کا گھر پیارا گھر تھا جہاں کبھی وہ اپنے ماں باپ چچی خالہ اور ان کے بچے ہنسی خوشی رہا کرتے تھے، گھر کے ساتھ ہی انکل گوہر کی فیملی رہا کرتی تھی انکل گوہر پاپا اور چاچو کے بچپن کے ہی دوست تھے پھر وہ شادی کر کے انگلینڈ ہی سیٹل ہو گئے انگلینڈ جا کر بھی انکل گوہر نے پاپا اور چاچو سے رشتہ نہ تھوڑا وہ اکثر موبائل فون پہ یا اسکائپ پہ بات کر لیا کرتے تھے، پاپا یا چاچو زمان جب کبھی بزنس کے سلسلے میں انگلینڈ جاتے تو اکثر انکل گوہر کے ہاں ٹھہرتے، جب انکل گوہر کے بیٹے کی جاب پاکستان میں ہوئی تو انکل گوہر فیملی سمیت پاکستان آ بسے اپنے پرانے گھر، انکل گوہر کا بیٹا ایک پولیس آفیسر تھا، پاپا ماما کی ڈیتھ کے بعد انکل نے بچوں کو اپنی سرپرستی میں لینا چاہا تو چاچا چاچی وارد ہو گئے مگر اب برداشت ختم ہو چکی تھی سارہ نے بہت سوچا انکل گوہر کے علاوہ مددگار کوئی نظر نہ آیا تو سکول کے بہانے انکل گوہر کے ہاں چلی آئی انکل گوہر کے گھر داخل ہوتے ہوئے ساتھ والے بنگلے پر نظر ڈالتے اسے بے اختیار رونا آیا کبھی اس گھر میں قہقہے لگا کرتے تھے مگر اب ہر طرف خاموشی کا راج تھا، آنٹی ثمینہ (گوہر انکل کی بیوی) اسے دیکھ کر کافی خوش ہوئی تھی مگر انکل گوہر کے سینے سے لگتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی، انکل گوہر اور آنٹی ثمینہ بوکھلا اٹھے تھے، انکل گوہر کے ڈھیروں دلاسوں اور تسلیوں کے بعد اس نے چاچا چاچی کے ظلم کی کہانی لفظ بالفظ سنا ڈالی تھی، انکل آنٹی گنگ بیٹھے رہ گئے۔

''پلیز انکل مجھے اپنی پرواہ نہیں ہے مگر وہ سیم اور انابیہ پہ بہت ظلم کرتی ہے بہت مارتی ہے حبہ بھوک سے بلکتی رہتی ہے مگر انہیں پرواہ نہیں، سیم بہت بیمار ہے انکل وہ مر جائے گا پلیز انہیں بچا لیں انکل۔'' وہ ہاتھ جوڑے انکل کے پاؤں میں جا بیٹھی تھی، انکل نے تڑپ کر اسے زمین سے اٹھایا اور سینے سے لگایا تھا۔

''بس میرا بچہ اب اور مت رونا اب تم لوگوں کے رونے کے دن ختم اب ان ذلیل

لوگوں کو رونا ہے اور تم دیکھنا وہ سر پکڑ کر روئیں گے، بڑے دھڑلے سے وہ لوگ تم لوگوں کو لے کر گئے تھے، میں بھی چپ کر گیا کہ چلو تم لوگوں کے اپنے ہیں مگر نہیں ایسے اپنوں کو عزت راس نہیں آتی، دیکھنا میں ان بے غیرتوں کو کورٹ میں گھسیٹوں گا۔'' انکل گوہر اس کا سر تھپکتے ہوئے کہہ رہے تھے اور انہوں اپنا کہا سچ کر دکھایا تھا، کورٹ میں گھسٹنے کی نوبت ہی نہ آئی تھی انکل گوہر کے بیٹے علی گوہر ایس پی آفیسر تھے، نے ایک ہی بار پولیس ریٹ ڈلوائی تھی اور چاچا چاچی سے سارے بچوں کو بازیاب کروالیا تھا، آریان خان کا بزنس جس پہ آج کل چاچا بڑے کروفر سے قبضہ کرنے کا سوچے بیٹھے واپس لے لیا گیا بچوں کے ساتھ ساتھ جب بنگلہ اور بزنس ہاتھ سے نکلا تو چاچا چاچی بوکھلا گئے سارہ کبھی سیم اور کبھی انابیہ کو پکڑ لیتے معافی مانگتے لاڈ کرتے اور ایک اور موقع مانگتے مگر انکل گوہر نے ایک نہ چلنے دی اندر کرنے کی دھمکی دے کر وہ بچوں کو واپس ان کے گھر سے لے آئے آنٹی ثمینہ نے بہت چاہا کہ بچے ان کے پاس ہی رہیں مگر سارہ نہ مانی اور ساتھ والے اپنے گھر شفٹ ہو گئی وہ گھر دوبارہ سے بس گیا، خدیجہ بوا کو واپس گاؤں سے بلوالیا گیا ڈرائیور کو دوبارہ رکھ لیا گیا انکل گوہر اپنے بزنس کے ساتھ ساتھ آریان خان کا بھی بزنس سنبھالنے لگے، ہر ماہ ایک بڑی رقم چاروں بچوں کے اکاؤنٹ میں جمع کروا دیتے سارہ انابیہ سیم کی ہر ماہ کی فیس ان کے اخراجات سب وہ خود ادا کرتے تھے گھر میں ختم ہونے سے پہلے نیا راشن ڈلوا دیتے، غرضیکہ سب کچھ ویسے کا ویسے تھا اگر نہیں تھے تو ماما پاپا چاچو چاچی، جن کی بوا کبھی کمی محسوس نہ ہونے دیتی بچوں کو ہر وقت مصروف رکھتی صبح سکول جاتے واپسی پہ کھانا کھا کر آرام کرتے تین بجے قاری آ جاتا اور چار بجے وہ اکیڈمی جاتے واپسی پہ کھانا کھاتے کارٹون دیکھتے اور پھر سو جاتے یہی روٹین تھی اور یہی چلتی رہی جب سارہ نے میٹرک کا امتحان دیا ان دنوں وہ پندرہ سال کی تھی، ایسے میں فارغ رہنے کی بجائے وہ انکل گوہر کے ساتھ آفس جانے لگی انکل گوہر اسے کافی کچھ سمجھاتے رہتے آہستہ آہستہ بزنس میں کافی ساری چیزیں سیکھ گئی رزلٹ آنے کے بعد کالج میں داخلہ لے لیا فارغ بیٹھنا تو جیسے اسے آتا نہ تھا، صبح کالج جاتی ایک گھنٹہ اکیڈمی لیتی واپسی پہ آفس چلی آتی انکل گوہر کے ساتھ مل کر کافی سارا کام نپٹاتی، تین سال کا عرصہ یونہی بیت گیا وہ تھرڈ ائیر میں تھی سیم فرسٹ ائیر میں انابیہ نائنتھ میں اور حبہ فورتھ کلاس میں تھی، وہ اٹھارہ سال کی تھی جب ایک دن گوہر انکل کو ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ بستر پر جا لگے سارا بزنس سارہ کے سر پہ آ گیا ایسے میں سیم نے آگے بڑھ کر اس کی مدد کرنی چاہی تو سارہ نے جھڑک دیا اسے پڑھائی پہ توجہ دینے کو کہا اور خود بزنس سنبھال لیا وہ دن بہت ٹف تھے، انکل گوہر کے ایک بہت قریبی فرینڈ نے سارہ کا بہت ساتھ دیا صبح ٹائم وہ کالج جاتی اور پیچھے (انکل گوہر کے فرینڈ) انکل سلیم بزنس دیکھتے، کالج سے چھٹی ہوتے ہی وہ سیدھی آفس چلی آتی، باقی کا کام وہ خود دیکھتی، دن گزرتے گئے اور پھر۔

دو باتیں ہوئیں۔

ایک...... سیم کا ایکسیڈنٹ...... دوسرا......

انکل گوہر کی ڈیتھ، وہ ایک دم شاک میں آ گئی سیم آئی سی یو میں تھا اور انکل گوہر کا جنازہ تیار تھا، آنٹی ثمینہ اور علی گوہر نے اس موقع پر بھی اس کا ساتھ نہ چھوڑا، جب تک سیم ہوش میں نہ آیا انکل گوہر کا جنازہ نہ اٹھا تھا، سیم کے خطرے سے باہر

آتے ہی انکل گوہر کو سپرد خاک کر دیا گیا، ایک بار پھر وہ یتیم ہو گئے انکل گوہر کا دکھ کچھ کم تو نہ تھا، مگر قدرت کو شاید ابھی اور امتحان لینا باقی تھا، وہ سیم کی وجہ سے اپنی ہرا ایکٹویٹی کو بھول چکی تھی گھر کالج بزنس سب کچھ صرف اور صرف سیم کو ٹائم دے رہی تھی اور جس دن سیم دوبارہ اپنے قدموں پہ کھڑا ہوا اسی دن۔

اسی دن ایک اور بری خبر نے اسے اندر سے توڑ ڈالا۔

انکل گوہر کے دوست انکل سلیم دھوکے سے غلط سائن کروا کر سارا بزنس اپنے نام کروا کر بزنس سمیٹ کر ملک سے ہی فرار ہو چکے تھے، یہی نہیں بینک سے بیس لاکھ سارہ کے نام پر قرضہ بھی نکلوا چکے تھے وہ تو تب پتہ چلا جب تین دن کے اندر اندر گھر خالی کرنے کا نوٹس اسے ملا، وہ تو بالکل ہی ڈھے سی گئی، ایسے موقع پر آنٹی ثمینہ اور علی گوہر پھر اس کی ڈھال بن گئے، علی بھائی نے بینک کا لون بھرنا چاہا مگر وہ نہ مانی بے شک وہ اس کے اپنے سگے نہیں تھے مگر وہ پہلے ہی ان کے احسانوں تلے دبی بیٹھی تھی بہت سوچ وچار کے بعد اس کے گیراج میں کھڑی پاپا اور چاچو کی تینوں گاڑیاں بیچ ڈالی۔

بینک کا لون ادا کر کے بچے پیسوں سے سیم کے لئے ایک بائیک خریدی کیونکہ اس کا کالج کافی دور تھا، نابیہ اور حبہ کے لئے سکول وین لگوا دی باقی بچی رقم ان تینوں کے اکاؤنٹ میں جمع کروا دی اور خود۔

بزنس تو رہا نہیں تھا سو پڑھائی ادھوری چھوڑ دی اور علی بھائی کی مدد سے ایک آفس میں جاب کرلی اور پارٹ ٹائم ایک اکیڈمی میں پڑھانے لگی، مگر گھر کے اخراجات سیم انابیہ اور حبہ کی سکول کالج کی فیس اتنی تھی کہ ان پیسوں سے بمشکل گزارہ ہونے لگا سیم نے اپنی پڑھائی ادھوری چھوڑنی چاہی تو سارہ نے ڈانٹ دیا۔

''خبردار سیم ایسا سوچا بھی تو تم جانتے ہو ناں چاچو اور خالہ کی کتنی بڑی خواہش تھی کہ تم وکیل بنتے، ایسا سوچنا بھی مت ورنہ خالہ امی اور چاچو کی روحوں کو کتنی تکلیف ہو گی ناں۔'' وہ اسے رسان سے سمجھاتی۔

''مگر سارہ یہ بھی تو دیکھیں ناں آپ تھکی ہاری گھر آتی ہیں تین تین روٹ بدل کر مجھے تکلیف ہوتی ہے، نابی کی میڈیکل کی کتنی بھاری فیس ہے میں لاء کا اسٹوڈنٹ ہوں میری بھی فیس ہے، حبہ بھی تو سکول جاتی ہے ناں اور گھر کے اخراجات، پلیز سارہ مجھے کوئی چھوٹا موٹا کام ہی کرنے دیں کم از کم میں خود کی اپنی فیس تو ادا کر سکوں۔''

مگر وہ سارہ ہی کیا جو مان جائے سیم کو کام کرنے کی بجائے اس نے اپنا کام بڑھا لیا پہلے عصر کی نماز تک گھر ہوتی، تھوڑا ریلیکس کرتی مگر دو تین جگہ اور ہوم ٹیوشن ملنے کے بعد وہ فارغ وقت بھی جاتا رہا، پانچ بجے گھر آنے والی سارہ اب رات آٹھ یا نو بجے گھر قدم رکھتی، تھکی ہاری گھر قدم رکھتی تو ان تینوں کو اپنی فکر میں ٹہلتا پاتی۔

''تھینک گاڈ آپی آپ آ گئی، میری تو پریشانی سے جان نکلنے والی تھی۔'' نابی اور حبہ دوڑ کر اس کے گلے لگتی۔

''سارہ آپ صرف ایک جاب کر لیں ہم سب اسی پر گزارہ کر لیں گے مجھے آپ کو ایسے کام کرتے دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے۔'' سیم ہمیشہ سے ہی یہ گلہ کرتا، وہ تھکی ہونے کے باوجود ان تینوں کے سامنے چہرے پہ مسکراہٹ لئے رہتی انہیں تسلی دیتی اور اگلے روز پھر وہی روٹین وہی لوگ وہی فقرے ہوتے، زندگی کا کام آگے بڑھنا ہوتا

ہے سووہ آگے بڑھ رہی تھی۔

☆☆☆

وہ ایک اداس شام تھی یا اسے لگی تھی، طبیعت بوجھل سی تھی اسی لئے وہ آفس سے جلدی چھٹی لے کر ایک گھنٹہ اکیڈمی اور ایک گھنٹہ ہوم ٹیوشن والوں کو دے کر جلد ہی گھر چلی آئی جلدی جلدی کرتے بھی گھر پہنچنے تک مغرب کی اذانیں ہو چکی تھی تین وین بدل کر جب وہ اپنے گھر کی طرف جاتی سڑک پر اتری تو انجانے میں ہی بس ایک نظر...... بس ایک نظر اٹھی تھی اور ساکت رہ گئی تھی، بلا شبہ وہ سیم ہی تھا، وہ بھلا کیسے نظر انداز کر سکتی تھی اس کی حالت ہی ایسی تھی سڑک کی دوسری جانب بنی ورکشاپ کے باہر ایک کار کے بونٹ پہ جھکا مخصوص یونیفارم پہنے گال اور ماتھے پہ لگی کالک اور تیزی سے چلتے ہاتھ صاف ظاہر کر رہے تھے کہ وہ اس کام میں خاصا ماہر ہو چکا تھا، اس کا دل چاہا وہ ابھی جائے اور تھپڑوں سے اس کا منہ لال کر ڈالے مگر وہ ضبط کرتی گھر چلی آئی، لاؤنج سے ٹی وی چلنے کی آوازیں آ رہی تھیں جس کا مطلب تھا کہ حبہ اور نابی اکیڈمی سے واپس آ چکی تھی، جیسے ہی اس نے لاؤنج میں قدم رکھا حبہ اور نابی اسے دیکھ کر چونک اٹھی۔

''ارے آپی آج آپ جلدی آ گئی، آپی آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟'' حبہ اور نابی پریشانی سے اس کی طرف بڑھی۔

''میں ٹھیک ہوں سیم کدھر ہے؟'' پرس صوفے پہ رکھتے ہوئے وہ بولی۔

''آپی سیم بھیا تو اس وقت اکیڈمی میں ہوتے ہیں۔'' حبہ جلدی سے بولی تھی۔

''کب جاتا ہے اکیڈمی؟'' وہ تیزی سے بولی۔

''سیم بھیا تو چھ بجے تک چلے جاتے ہیں آپی مگر آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟'' حبہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

''اور واپس کب تک آتا ہے؟'' وہ حبہ کی بات نظر انداز کر گئی۔

''آپی خیریت تو ہے ناں آپ غصہ میں لگ رہی ہیں۔'' نابی اس کے بازو پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

''نابی جو میں نے پوچھا اس کا جواب دو سیم اکیڈمی سے واپس کب آتا ہے۔'' خود پہ کنٹرول کرنے کے باوجود اس کی آواز بلند ہو گئی۔

''آپی آپ کی واپسی سے ہاف گھنٹہ پہلے تک آ جاتے ہیں بھیا۔'' نابی پریشانی سے بولی، سارہ کو اس سے پہلے کبھی یوں غصے سے دیکھا نہ تھا۔

''او کے آج آنے دو اسے پوچھتی ہوں۔'' سارہ غصے سے بولتی ہوئی صوفے پہ جا بیٹھی۔

''مگر آپی ہوا کیا؟'' حبہ اور انابیہ پریشان سی اس کے آس پاس جا بیٹھی۔

''آنے دو اسے پتا چل جائے گا تم لوگوں کو۔'' اور سیم واقعی اس کے آنے کے ٹائم سے دس منٹ پہلے ہی گھر داخل ہوا تھا۔

''السلام علیکم گائز!'' سلام کرتے ہوئے آگے بڑھا تھا، مگر نجانے کہاں سے نکل کر وہ اس کے سامنے آ گئی تھی۔

''ارے سارہ آپی، یہ تو سرپرائز ہو گیا، آج سورج کہاں سے نکلا تھا نابی، سارہ آج جلدی آ گئی؟'' وہ سارہ کو دیکھ کر واقعی حیران ہوا تھا اور نابی سے بولا تھا۔

''کہاں سے آ رہے ہو؟'' تنے ہوئے چہرے کے ساتھ وہ بولی تھی۔

''کیا مطلب سارہ کہاں سے آ رہا ہوں آپ جانتی ہیں اس وقت میں اکیڈمی سے واپس

آتا ہوں یہ کتابیں اس بات کا ثبوت ہیں۔'' وہ دھیمی سی مسکراہٹ سجائے ہاتھ میں موجود کتابوں کی طرف اشارہ کرتا بولا تھا۔

''سیم میں نے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو؟'' دھیمی مگر سخت آواز میں بولتی وہ سیم کو چونکا گئی تھی، اگلے ہی پل وہ سنبھل گیا تھا۔

''ارے سارہ آپ بھی ناں حد کرتی ہے رئیلی میں اکیڈمی میں تھا ابھی سیدھا وہی سے......''

چٹاخ...... چہرے پر پڑتے زوردار تھپڑ نے اسے بات بھی پوری نہ کرنے دی تھی۔

''سارہ!'' وہ ساکت کھڑا رہ گیا، حبہ اور انابیہ بے یقین نظروں سے سارہ کو دیکھ رہی تھی۔

''کیا ہوا سارہ ایسا کیا کر دیا بچے نے۔'' بوا کچن سے دوڑتی ہوئی آئی تھیں، آج پہلی بار سارہ کو غصے میں دیکھا تھا۔

''اس سے پوچھیں بوا یہ اکیڈمی کے بہانے کہاں جاتا ہے، میں نے دن رات ایک کر کے انہیں پروان چڑھایا، محنت کی، جو مانگا وہ دیا، خود پڑھائی چھوڑ دی صرف اس لئے کہ ان تینوں کی پڑھائی ڈسٹرب نہ ہو، پھر کہاں پہ کمی تھی بوا کہ اسے ورکشاپ پہ کام کرنا پڑا، وہ بھی مجھ سے چھپ کے، پیسے کی کمی تھی تو مجھ سے مانگتا، اگر میں نہ دیتی تو پھر مجھ سے گلہ کرتا، ماں باپ کی کمی کے علاوہ میں نے ان کی ہر بات مانی بوا، پھر مجھ سے کہاں پہ غلطی ہو گئی کہ اسے چھپ کر مجھ سے کام کرنا پڑا۔'' وہ چہرہ ہاتھ میں چھپا کر شدت سے رو دی تھی حبہ اور انابیہ پھٹی نظروں سے سیم کو دیکھتی رہ گئی، ان دونوں کے لئے بھی یہ خبر بھی یقیناً شاکنگ تھی۔

''آئیم ساری سارہ، پلیز سوری مت روئیں پلیز۔'' وہ اسے روتے دیکھ کر تڑپ ہی تو اٹھا تھا بے ساختہ اس کے قدموں میں جا بیٹھا۔

''میں مانتا ہوں میری غلطی ہے میں نے آپ کو نہیں بتایا مجھے آپ کو بتانا چاہیں تھا، مگر سارہ میں نے جتنی دفعہ بھی آپ سے اجازت مانگی آپ نے منع کر دیا، میں تو صرف ہاتھ بٹانا چاہ رہا تھا آپ کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا تھا۔'' وہ اسے روتے دیکھ کر پریشان ہوا اٹھا تھا۔

''میں نے کب کہاں تم لوگ مجھ پہ بوجھ ہو۔'' وہ اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولی تھی۔

''آپ نے کبھی نہیں کہا سارہ مگر میں ایک بھائی ہوں مجھ پہ آپ کے ساتھ ساتھ دو بہنوں کی ذمہ داریاں بھی ہے جو کبھی آپ نے مجھے اٹھانے نہیں دی، آپ ہمیشہ مجھے چھوٹا سمجھ کر ٹریٹ کرتی ہے، میرے ساتھ ساتھ میری دو بہنوں کا بوجھ بھی آپ اٹھائے ہوئے ہیں مجھے دکھ ہوتا ہے سارہ آپ کو اتنی محنت کرتے دیکھ کر پلیز سارہ اگر آپ جان ہی گئی ہیں تو پلیز مجھے منع مت کرنا مجھے کام کرنے دیں کم از کم میں آپ تینوں کا بوجھ آسانی سے اٹھا سکتا ہوں۔'' وہ اس کا ہاتھ تھامے منت بھرے لہجے میں بولا۔

''سیم!'' وہ ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

''اگر تم اپنی پڑھائی ختم ہونے سے پہلے کسی بھی جاب کا نام لو گے تو میرا مرا ہوا منہ دیکھو گے۔''

''سارہ!'' وہ ساکت رہ گیا، بوا نے دہل کر اپنے سینے پہ ہاتھ رکھا تھا انابیہ اور حبہ تو باقاعدہ رونے لگی تھی اور سیم ڈھے سا گیا تھا آنکھ کے کناروں سے نکل کر دو آنسو سارہ کے ہاتھ پہ جا گرے تھے۔

''آئندہ ایسی کوئی فضول بات اپنے ذہن میں بالکل بھی نہیں لائیں گی سارہ، میں آپ کی ہر

بات مانوں گا۔'' وہ سر جھکائے بولا، سارہ اس سے ہاتھ چھڑوا کر اٹھی اور اندر بڑھی جب وہ تیزی سے اٹھ کر اس کے سامنے آیا تھا۔

''آپ مجھ سے ناراض ہو کر جا رہی ہیں سارہ۔'' وہ بے ساختہ بولا تھا۔

''راستہ دو سیم۔'' وہ اسے اگنور کرتے ہوئے آگے بڑھی۔

''سارہ پلیز، بات کریں مجھ سے ناراض مت ہو۔'' سیم ملتجی لہجے میں بولا، سارہ نے کڑی نظروں سے اسے دیکھا اور آگے بڑھ گئی۔

''سارہ بیٹا کھانا لگا ہے غصہ چھوڑو کھانا کھا لو۔'' بوا اسے کمرے کی طرف جاتے دیکھ کر بولی۔

''بوا مجھے بھوک نہیں آپ ان تینوں کو کھلا دیجئے گا۔'' وہ مڑے بغیر بولی اور سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلی گئی، سیم نے سرخ آنکھوں سے اسے جاتے دیکھا تھا۔

''چلو بیٹا تم کھانا کھاؤ بہنیں سارے دن کی بھوکی بیٹھی ہے سارہ تو پاگل ہے میں اسے سمجھا لوں گی تم پریشان مت ہو۔'' خدیجہ بوا اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولی۔

''نہیں بوا مجھے بھی بھوک نہیں آپ ان دونوں کو کھلا دیجئے گا۔'' وہ آہستگی سے بوا کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتے ہوئے بولا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا، پیچھے وہ تینوں پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھتی رہ گئیں۔

☆☆☆

تین دن مسلسل تین دن سے وہ اسے اگنور کر رہی تھی اور یہ تین دن اسے یوں محسوس ہوئے تھے جیسے وہ پھندے پہ لٹکا ہوا اور جان بھی نکل نہ رہی ہو، وہ جانتا تھا سارہ بہت ہرٹ ہوئی تھی مگر اب پچھلے تین دن سے سارہ کے مسلسل اگنور کرنے سے وہ ہرٹ ہو رہا تھا، رات وہ لیٹ آتی اور آتے ہی کمرے میں بند ہو جاتی اور صبح جب تک وہ تینوں اٹھتے وہ گھر سے نکل جا، وہ جانتا تھا سارہ اس کے یوں کام کرنے پہ ناراض ہو گی مگر اتنی ناراض ہو جائے گی یہ وہ نہیں جانتا تھا، آج آخری دو کلاسیں آف تھیں، وہ دوستوں سے ملے بغیر بائیک لئے یونیورسٹی سے نکل آیا، کچھ دیر یونہی بے مقصد سڑکوں پہ دوڑتا رہا پھر بائیک کا رخ آفس کی طرف موڑ لیا، آفس کے باہر پہنچ کر اس نے سارہ کو کالز کی تھی مگر اس نے کالز نہ اٹھانے کی شاید قسم کھا رکھی تھی، بائیک پارک کر کے وہ آفس کی طرف آیا تھا، جانتا تھا اسے سامنے دیکھ کر سارہ ناراض ہو گی غصہ کرے گی مگر وہ منا لے گا یہی سوچ کر وہ اندر چلا آیا، سامنے ہی وہ بیٹھی تھی کمپیوٹر کی سکرین کو سنجیدگی سے گھورتی ہوئی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پہ چل رہی تھیں، وہ آہستگی سے چلتا ہوا کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا تھا اور شاید بہت مصروف تھی تبھی اسے بیٹھتے نہ دیکھ سکی تھی، کام ختم کر کے کمپیوٹر کو شٹ ڈاؤن کرتے ہوئے بس ایک سرسری سی نظر سامنے اٹھی تھی اور وہی جم گئی تھی۔

غیر ارادی طور پر آواز کافی بلند تھی یوں کے آس پاس کام کرتے لوگ متوجہ ہوئے تھے، مسکراہٹ کو ہونٹوں تلے دباتے وہ سر کو خم دیتے ہوئے سینے پہ ہاتھ رکھ کر جھکا تھا۔

''تم یہاں پہ کیا کر رہے ہو سیم۔'' لوگوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر حیرانگی سے بولی وہ۔

اسے وہاں دیکھ کر واقعی حیران تھی۔

''آپ کو دیکھنے آیا تھا۔'' میز پہ دونوں کہنیاں ٹکا کر ہتھیلیوں پہ چہرہ جما کر وہ بولا تھا۔

''میں آج پیدا ہوئی ہوں کیا جو تم مجھے دیکھنے آئے تھے، اٹھو اور مجھے یہاں سے چلتے پھرتے نظر آؤ میرا باس آ گیا ناں برا منائے گا۔'' لفظ چبا چبا کر ادا کرتے وہ اسے اٹھنے کا اشارہ کرتے بولی تھی، مگر دوسری طرف اثر نہ ہوا تھا۔

''آپ مجھ سے ناراضگی ختم کریں میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔'' وہ کرسی سے ٹیک لگا کر ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھتے ہوئے سکون سے بولا۔

''آر یو کریزی سیم، میرا باس آ گیا ناں تو تمہارے ساتھ ساتھ مجھے بھی نہیں چھوڑے گا۔'' وہ غصے سے بولی تھی۔

''پہلے آپ مجھ سے ناراضگی ختم کریں مجھ سے ہنس کے بات کریں مجھ سے وعدہ کریں آئندہ کبھی آپ مجھے ڈانٹے گی نہیں مجھ سے ناراض نہیں ہو گی پرامس میں چلا جاؤں گا ادر وائز آپ کا باس یہاں آ گیا تو اس چیز کی آپ خود ذمہ دار ہیں۔''

''سیم تم مجھے کیوں تنگ کر رہے ہو۔'' وہ جانتی تھی وہ جو کہہ رہا ہے اسی پہ ڈٹا رہے گا۔

''تنگ کب کر رہا ہوں یار ریکوئسٹ کر رہا ہوں۔'' اسے نرم پڑتے دیکھ کر وہ تیزی سے بولا۔

''او کے جاؤ میں ناراض نہیں ہوں، اب مجھے کام کرنے دو۔'' میز پہ پڑی فائلیں اٹھا کر اپنے سامنے رکھتے ہوئے بولی۔

''پرامس۔'' جوش سے بولتے ہوئے وہ تیزی سے اٹھ کر اس کی طرف آیا تھا۔

''سیم۔'' کولیگ کو اپنی طرف متوجہ ہوتا دیکھ کر وہ آہستگی سے بولی تھی۔

''وعدہ کریں نہ سارہ پلیز۔'' سچوئیشن دیکھ کر بھی وہ اگنور کر رہا تھا، جانتا تھا سارہ اس وقت بری پھنسی تھی بے بس تھی اس لئے ہر بات چپ کر کے مان رہی تھی۔

''او کے پرامس اب تم گھر جاؤ سیم۔'' جان چھڑانے والے انداز میں وہ بولی تھی۔

''ارے ایسے کیسے گھر جاؤں سیلبریشن تو بنتی ہے، چلیں آئسکریم کھانے چلتے ہیں۔'' اسے ہاتھ سے پکڑ کر کھڑا کرتے ہوئے وہ بولا تھا۔

''سیم تم پاگل ہو میرا ڈھیر سارا کام پڑا ہے میں تمہارے ساتھ کیسے جا سکتی ہوں، میرے باس کو جانتے نہیں ہو تم۔'' اسے ڈانٹتے ہوئے وہ بولی اور میز پر رکھی فائل کھول کر بیٹھ گئی، وہ منہ بسورتے ہوئے اسے دیکھتا رہا پھر گہری سانس بھرتے ہوئے وہاں سے چل دیا۔

''سنو۔'' وہ ابھی چند قدم ہی چلا تھا جب سارہ کی آواز کسی نرم جھونکے کی طرح اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

''جی۔'' وہ تیزی سے پلٹا تھا شاید سارہ مان گئی ہو۔

''سیدھے گھر جانا آوارہ گردی کے لئے آگے پیچھے مت نکل جانا سمجھے۔''

''او کے۔'' منہ بناتے ہوئے وہ چل پڑا تھا اور وہ اسے جاتے دیکھ کر طویل سانس لیتی فائل پہ جھک گئی، فائل پہ کام کرتے اسے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی جب پاس پڑے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی تھی، وہ الرٹ ہوئی۔

''سارہ میرے آفس میں آیئے۔'' دوسری طرف سے حکم ملا۔

''یس باس۔'' کہتی فائلیں سمیٹی وہ اٹھ کھڑی ہوئی، باس کے آفس کا دروازہ بجا کر جب اس نے قدم رکھا تو جھٹکا کھا کے رہ گئی سامنے ہی وہ بیٹھا تھا، چہرے پہ معصومیت سجائے، سارہ کو اس پہ سخت تاؤ آیا تھا۔

''سارہ آپ جانتی ہیں انہیں؟'' باس کی طرف سے سوال ہوا تھا۔

''لیس سر یہ میرا کزن ہے چچا زاد، سیم۔'' کڑی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے وہ بولی تھی۔

''فائن، یہ آپ کو لینے آئے ہیں دراصل آپ کے چچا ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہیں اس لئے، آپ آرام سے جائیں، باقی جو کام رہ گیا ہو وہ مس عالیہ کو سمجھا جائیں وہ کر دے گی۔'' باس بولے تھے۔

''مگر سر؟'' اس نے کچھ بولنا چاہا تھا۔

''اٹس او کے سارہ آپ جائیں اور مس عالیہ کو میرے پاس بھیجتی جائیں۔'' اس سے پہلے وہ کچھ کہتی باس نے اس کی بات کاٹ ڈالی تھی، باس کے روم سے نکل کر وہ اپنے کیبن تک آئی تھی، وہ بھی مسکراہٹ دبائے اس کے پیچھے چلا آیا۔

''تم نے باس سے جھوٹ کیوں بولا؟'' اسے دیکھتے ہی وہ بپھر اٹھی۔

''سوری سارہ! بٹ میں اپنی خوشی کو سیلبریٹ کرنا چاہتا تھا، مرے ہوئے باپ کو دوبارہ مار کے خوشی سیلبریٹ کرنا چاہتے ہو۔'' غصہ دباتے ہوئے وہ بولی۔

''سوری یار، ایم سو سوری پلیز اب غصہ تو مت کریں اچھا دیکھیں میں کان پکڑتا ہوں ٹھیک۔'' کہتے ہوئے اس نے باقاعدہ کان پکڑ لئے تھے، سارہ نے خفگی سے اسے گھورا تھا، مگر اس کی شکل دیکھتے ہوئے ہنسی نکل گئی تھی۔

''تھینک گاڈ سارہ آپ مسکرائی تو تین دن سے آپ کی یہ ہنسی دیکھنے کو ترس گیا تھا۔'' اسے ہنستے دیکھ کر وہ سنجیدہ ہوا تھا۔

''او کے او کے اب چلو مکھن مت لگاؤ۔'' اسے آگے کی طرف دھکیلتے ہوئے وہ ہنس کے بولی تھی اور سیم بھی مسکراتے ہوئے آفس سے نکل آیا تھا اور وہ پورا دن بائیک پہ وہ دونوں آوارہ گردی کرتے رہے تھے، واپسی پہ حبہ اور انابیہ کے لئے آئسکریم پیک کروا کر لانا نہ بھولے تھے۔

☆☆☆

وقت کا پہیہ گھومتا رہا، انابیہ اپنی میڈیکل کی پڑھائی سے فارغ ہو چکی تھی، حبہ پری میڈیکل میں تھی جبکہ سیم پاکستان کا جانا مانا وکیل بن چکا تھا جس دن ڈگری اس کے ہاتھ میں آئی تھی، اس نے سارہ کو جاب چھڑوا کے گھر بیٹھا دیا تھا، سارہ نے انکار کرنا چاہا تو وہ اس کا ہاتھ تھام کر آہستگی سے بولا۔

''سارہ آپ نے مجھے میری بہنوں کو پڑھا لکھا کر آج اس قابل بنا دیا ہے کہ آج ہم تینوں اپنے پاؤں پہ کھڑے ہو سکتے ہیں اور آج میں آپ کی وجہ اس قابل ہو چکا ہو کہ آپ کی بوا کی اور حبہ اور انابیہ کی ذمہ داری آسانی سے اٹھا سکتا ہوں، پلیز سارہ اس دفعہ انکار مت کیجئے گا مجھے آج بھی وہ تھپڑ یاد ہے جو میں نے آپ سے چھپ کر کام کرنے پہ کھایا تھا۔'' بات کو آخر میں مذاق کا رنگ اوڑھتے ہوئے وہ دلکشی سے مسکرا تھا اور پھر سارہ بھی مسکرا دی تھی، ان دنوں گو ہ انکل بیٹے کے کسی دوست کا پرپوزل سارہ کے لئے آیا تھا، لڑکا باہر سے تعلیم حاصل کر کے صرف شادی کے لئے پاکستان آیا تھا، جاب کی وجہ سے وہ وہی سیٹل تھا، لڑکے کی ماں نے حلیمہ آنٹی سے لڑکی دکھانے کی بات کی تو انہوں نے جھٹ سے سارہ کا نام لے دیا، حلیمہ آنٹی باقاعدہ ان لوگوں کو لے کر گھر بھی آئی مگر سارہ نے سوچ کے بتائیں گے کہہ کر ٹال دیا، بعد میں حلیمہ آنٹی دوبارہ بھی آئی سارہ کو سمجھایا بھی کہ بہت اچھا گھرانہ ہے لڑکا جاننے والا ہے تم بس ہاں کر دو۔

''دیکھو بیٹا تم ستائیس کی ہونے والی ہو ابھی اچھے رشتے آ رہے ہیں عمر زیادہ ہوئی تو اس سے بڑی ایج کے رشتے آئیں گے لڑکا تمہاری ہی عمر کا ہے ماشاءاللہ خوبصورت بھی ہے تمہارے ساتھ سوٹ بھی کرے گا سچ بتاؤں بیٹا جب الیان نے لڑکی ڈھونڈنے کو بولا تو میری آنکھوں میں چھم سے تم اتر آئی، ماشاء اللہ تم دونوں بہت پیارے ہو جوڑی خوب جچے گی۔'' حلیمہ آنٹی اسے فورس کرتی رہی اور وہ چپ چاپ سنتی رہی، اور پھر اگلے ہی دن اس نے سیم اور بوا سے مشورہ کر کے انابیہ کے لئے وہ رشتہ ڈن کر دیا، حلیمہ آنٹی کے توسط سے آئے رشتے نے انابیہ کو دیکھا نہیں بھی انابیہ پسند آئی، رات تنہائی ملتے ہی انابیہ اس کے سامنے رو دی۔

''میں بوجھ ہوں آپ پہ جو مجھے آپ اتنا جلدی اتار کے پھینک رہی ہیں آپی۔''

''نابی میری جان ایسا بالکل بھی نہیں ہے، تم نے یہ سوچ بھی کیسے لیا ہاں۔'' روتی ہوئی انابیہ کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے وہ بولی۔

''تو پھر کیا بات ہے آپی رشتہ آپ کے لئے آیا تھا آپ نے مجھے آگے کر دیا، مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگا آپ ہر بار ایسا کرتی ہیں اپنی ہر چیز ہمیں دے دیتی ہیں، اٹ ناٹ فیئر آپی۔'' وہ اس سے الگ ہوتے ہوئے بولی۔

''نابی جانو تم یہ کیسی کیسی باتیں سوچتی ہو، پہلی بات تم تو جانتی ہو ناں مجھے پہلے تم تینوں کی شادیاں کرنی ہے اس کے بعد اپنے بارے میں سوچوں گی، دوسری بات رشتہ بے شک میرے لئے آیا تھا مگر انکار انہوں نے تمہارے لئے بھی نہیں کیا ویسے بھی مجھے پسند شاہ میر کے گھر والوں نے کیا تھا اور جب میں نے تمہارا نام لیا تو ساتھ شاہ میر کو بھی بلوایا تھا تا کہ تم دونوں ایک دوسرے کو دیکھ سکو اور شاہ میر نے تو پہلی نظر میں ہی تمہیں ڈن کر دیا تھا اسی لئے تمہیں وہ لوگ انگوٹھی بھی پہنا گئے، اگر تمہیں پسند نہیں آیا تو انکار کا حق تمہارے پاس بھی ہے اور نابی ویسے بھی اگر تمہیں کوئی اور پسند ہے بھی تو تم مجھے بتا سکتی ہو۔'' انابیہ کو پیار سے سمجھاتے سمجھاتے آخر میں دھیمی آواز میں بولی۔

''آپی!'' انابیہ سے تڑپ کے اسے دیکھا تھا۔

''میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی، میں تو گلٹی فیل کر رہی ہوں کہ آپ ہر دفعہ ہمارے لئے قربانی دیتی ہے، میں ہر دفعہ آپ کے کچھ کرنا چاہتی ہوں، آپ ہر بار کسی نہ کسی طریقے سے روک دیتی ہے، میں نے سوچا تھا کہ ہاسپٹل میں جاب کروں گی مگر آپ نے میری ڈیٹ فکس کر دی۔'' انابیہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔

''میں قربانی کب دیتی ہوں یار میں تو بس اپنا فرض ادا کر رہی ہوں اچھا ناں اب تم ٹینشن مت لو، باقی جاب وغیرہ شادی کے بعد کرتی رہنا او کے ناں۔'' وہ تحکم بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔

''آپی!'' انابیہ جھینپ کے اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔

☆☆☆

انابیہ کی بات طے ہوتے ہی گھر میں ہلچل سی مچ گئی، لڑکے والوں نے پندرہ دنوں کے اندر اندر رخصتی کروا لی لڑکے کو چھٹی کم ملی تھی سو رخصتی جلد ہی کر دی گئی اور پھر ٹھیک رخصتی کے دو ماہ بعد انابیہ شاہ میر کے ساتھ انگلینڈ روانہ ہو گئی، گھر میں دوبارہ خاموشی سی چھا گئی، حبہ کے ایگزیم شروع ہو چکے تھے، سیم صبح کا گیا شام کو واپس آتا اور سارہ سارا دن گھر میں بولائی بولائی پھرتی، اس نے دوبارہ جاب کرنے کا سوچا تو سیم نے سختی

سے منع کر دیا۔

''سارہ پہلے آپ مجبوری کے تحت یہ سب کرتی تھی مگر اب ایسی کوئی مجبوری آپ کو نہیں اور ویسے بھی مجھے اچھا نہیں لگے گا نوکری کے لئے آپ کو خوار ہوتے دیکھ کر۔''

''تو میں کیا کروں سیم تم صبح صبح نکل جاتے تو رات گئے اپنی شکل دکھاتے ہو حبہ کے بھی اگیزیم ہے وہ بھی آج کل بزی ہے، رہ گئی بوا تو وہ بے چاری آخر کب تک میرا دل بہلائیں گے۔'' وہ گلہ کرتے ہوئے بولی۔

''یار آپ بور ہوتی ہیں تو اور بھی بہت سے کام ہیں کرنے کے لائک کے شاپنگ کرنا، ڈرائیور کے ساتھ چلی جایا کریں دل کھول کر شاپنگ کریں ویسے بھی لڑکیوں کو بہت کریز ہوتا ہے شاپنگ کا، آپ پتا نہیں کیسی ہے سر جھاڑ منہ پھاڑ حلیے میں سارا دن پھرتی رہتی ہیں۔'' مسکراہٹ دبائے وہ اسے چھیڑتے ہوئے بولا تو وہ اسے گھورنے لگی پھر اٹھ کر جانے لگی تو وہ تیزی سے اس کا تھام کر اسے دوبارہ صوفے پہ بٹھاتے ہوئے بولا۔

''اچھا ناراض تو مت ہو میں مذاق کر رہا تھا آپ ایک کام کریں میرے پاس ایک حل ہے آپ دوبارہ پڑھائی اسٹارٹ کر دیں، کیسا؟ آپ بزی ہو جائیں گی اور بور بھی نہیں ہوں گی۔'' وہ چٹکی بجاتے ہوئے بولا۔

''تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے میں اس بڑھاپے میں اب پڑھائی کروں گی نیور۔'' وہ ناک چڑھاتے ہوئے بولی۔

''اوہ پلیز سارہ اللہ کا نام لیں ستائیس سال کو اگر آپ بڑھاپا کہتی ہیں تو پھر میں پھر بوڑھا ہوا ناں دو سال ہی تو چھوٹا ہوں آپ سے۔'' وہ لمبی سانس بھرتے ہوئے صوفے پہ ڈھے سا گیا۔

''مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا، اچھا ناں۔'' وہ بولتی بولتی اس کے پاس سے اٹھ کر چلی گئی اور وہ اس کی نئی منطق پر کھل کر مسکرا دیا تھا وہ ایسی ہی تھی دو سال تو چھوٹا تھا وہ اس سے مگر وہ اسے یوں ٹریٹ کرتی نجانے بیس سال چھوٹا ہو اس سے۔

☆☆☆

گھر پہ چھائی خاموشی سے وہ اکتا سی گئی تھی حبہ کے اگیزیم ختم ہو چکے تھے مگر وہ کتابی کیڑا تھی ہر وقت کتابوں میں گھسی رہتی، شاید وہ فارغ ہوتی تو کچھ ہلچل ہوتی مگر ایسا کچھ نہ تھا اور تنگ آ کر اس نے نیا منصوبہ بنایا، ناشتے کی میز پہ سب کی موجودگی میں نیا شوشہ چھوڑ دیا۔

''بوا ہم سیم کی شادی نہ کر دیں۔'' اور جوس کا گلاس منہ سے لگائے سیم کو اچھو سا لگ گیا۔

''آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں حبہ پلیز سارہ کا بی پی تو چیک کرنا ورنہ مجھے سارا دن ٹینشن رہے گی۔'' وہ سنجیدگی سے حبہ سے مخاطب ہوا۔

''میں سیریس ہوں سیم۔'' سارہ نے غصے سے اسے گھورا۔

''یار یہ آپ کو بیٹھے بٹھائے نئے آئیڈیاز کون دیتا رہتا ہے۔'' اس کے غصے کی پرواہ کیے بغیر بوائل ایگ کا پیس منہ میں ڈالتے ہوئے وہ بولا۔

''آئیڈیے کون دے گا اچھا ہے ناں تمہاری بیوی کم از کم گھر آئے گی مل بیٹھ کر ہم دو باتیں ہی کر لیں گے، کیوں بوا؟'' سیم کو جواب دے کر اس نے اپنا رخ سخن بوا کی جانب موڑا۔

''بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے بیٹا گھر میں رونق ہو جائے گی۔'' بوا نے بھی مشورہ دینا لازمی سمجھا۔

''ہاں بھیا آپی اور بوا بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں، آپ جلدی جلدی ہاں کریں تو ہم لڑکی تلاش کریں میں تو سوچ سوچ کے پاگل ہو رہی ہوں

پتا نہیں ہماری بھابھی کیسی ہو گی، آپ بس ہاں کریں میری فرینڈز بھی بڑی پیاری پیاری ہے جس پہ انگلی رکھیں گے انکار نہیں کریں گی۔'' حبہ جوش و جذبات میں کچھ زیادہ ہی بول گئی۔

''اے پلیز زیادہ ایکسائیٹڈ نہ ہو مجھے نہیں کرنی شادی وادی اور تمہاری سوکھی چمڑی والی دوستوں سے تو بالکل بھی نہیں اور آپ خواتین اپنے بورنگ ٹائم کے کوئی اور آئیڈیاز سوچئے یہ حربہ نہیں چلنے والا بڑی سکون کی زندگی جی رہا ہوں مہربانی ہو گی آپ کی۔'' حبہ کی پلیٹ سے ایگ اٹھا کر منہ میں رکھتے ہوئے وہ پہلے حبہ اور پھر سارہ اور بوا سے بولا اور خدا حافظ کہہ کر تیزی سے واک آؤٹ کر گیا پیچھے سے وہ تینوں منہ کھولے اسے دیکھتی رہ گئی۔

☆☆☆

اور پھر آئے دن سیم کی شادی کی باتیں ہونے لگیں، بوا اور سارہ حد سے زیادہ ایکسائیٹڈ تھی رشتے والی ماسی آئے دن چکر لگاتی ڈھیروں ڈھیر لڑکیوں کی پکچرز لاتی، پکچرز دیکھ دیکھ کر ہی سارہ فدا ہوئی جاتی اور جب سیم گھر قدم رکھتا۔

''اف سیم تم نے یہ لڑکی دیکھی کتنی پیاری ہے ناں اور یہ والی اس کی ہائٹ دیکھی ہے اوہ مائی گاڈ اس کی آئیز چیک کرو کتنی پیاری ہے ناں، کاش میں لڑکا ہوتا اسی سے شادی کرتی۔'' اور سیم سر پکڑ کر بیٹھ جاتا۔

''پلیز سارہ یہ سب بند کر دیں میں بہت تنگ ہوں اس ٹاپک سے، یار مجھے شادی نہیں کرنی، پانچ سات سال تو بالکل بھی نہیں مجھے اس فیلڈ میں اپنا نام بنانا ہے یار کیوں مجھے پھنسا رہی ہے جب شادی کرنی ہوئی خود آپ سے آ کر کہوں گا سارہ میری شادی کروا دیں پلیز۔'' اور وہ بھی سارہ تھی کب کسی کی سنتی تھی۔

آج بھی رشتے والی ماسی آئی بیٹھی تھی شاید اس کا برا دن تھا، اپنے تھیلے سے پکچر نکال کر بڑے جوش و خروش سے سارہ کو دکھا رہی تھی، یہی وہ وقت تھا جب سیم نے لاؤنج میں قدم رکھا تھا، قینچی کی طرح چلتی ماسی کی زبان کو سیم کو دیکھ کر بریک لگا تھا۔

''اچھا بیٹا میں چلتی ہوں پھر آؤں گی۔'' سیم کے ماتھے پہ پڑی شکنیں دیکھ کر بوا گھبرا اٹھی تھی۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے آپ کو دوبارہ آنے کی اور اس معاملے میں تو بالکل بھی نہیں۔'' سیم نے غصے سے ماسی کو گھورا تھا۔

''سیم!'' سارہ نے دھیمی آواز میں تنبیہ کی۔

''اے لو نیکی کا تو کوئی زمانہ نہیں ہے۔'' ماسی ناک پہ انگلی جمائے ہاتھ نچا کے بولی۔

''پلیز آپ ہم سے نیکی نہ ہی کریں تو بہتر ہے مہربانی ہو گی آپ کی۔'' سیم نے باقاعدہ ہاتھ جوڑے تھے۔

''سیم چپ رہو، آنٹی آپ آئیں میں آپ کو باہر تک چھوڑ دیتی ہوں۔'' سارہ نے آگے بڑھ کر سیم کو ٹوکا اور ماسی کا ہاتھ تھامے لاؤنج سے نکل گئی، سیم نے پھینکنے کے انداز میں بیگ صوفے پر رکھا اور سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

''یہ کیا طریقہ تھا سیم ایسے بات کرنے ہیں بڑوں سے۔'' ماسی کو چھوڑ کر وہ اندر آئی اور سیم پہ چڑھائی کر دی۔

''سارہ پلیز میں بہت تھکا ہوا ہوں، بحث کا بالکل موڈ نہیں میرا۔'' صوفے کی بیک سے ٹیک لگاتے ہوئے آنکھیں موندتے ہوئے وہ بولا، سارہ نے غور سے اسے دیکھا وہ واقعی تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

''کھانا لاؤں۔'' وہ صوفے پہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے وہ بولی۔

''نہیں صرف ایک کپ چائے ساتھ میں ایک پین کلر سر میں بہت شدید درد ہے۔'' انگلی سے کنپٹی مسلتے ہوئے وہ بولا۔

''اچھا تم اپنے روم میں جا کر ریسٹ کرو میں لاتی ہوں۔'' وہ کہتے ہوئے اٹھی تھی جب سیم نے ہاتھ سے پکڑ کر اسے واپس بیٹھا دیا تھا۔

''آپ کہاں جا رہی ہے بوا سے چائے کا کہہ دیں آپ میرا سر دبائیں۔'' کہتے ہوئے وہ صوفے پہ نیم دراز ہو کر سارہ کی گود میں سر رکھ کر وہ لیٹ گیا تھا، سارہ نے بوا کو آواز دے کر چائے اور پین کلر کا کہا تھا۔

''سارہ میری شادی کا بہت شوق ہے آپ کو۔'' کافی دیر خاموشی رہنے کے بعد وہ یونہی آنکھیں موندے ہوئے ہولے سے بولا تھا۔

''ارے ہاں میرے بس میں ہوں ناں تو تمہاری آج ہی شادی کرا دوں۔'' وہ ایک دم جوش سے بولی تھی۔

''اور میرے بس میں ہو ناں تو آج ہی شادی کر لیتا مگر وہ نہیں مانے گی۔'' کھوئے کھوئے لہجے میں بولا تھا، چائے کی پیالی میز پہ رکھتی بوا اور سر دباتی سارہ ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

''تم کسی کو پسند کرتے ہو سیم؟'' وہ ایک دم سیدھی ہو کر بیٹھی تھی، بوا بھی چائے چھوڑ کر اس کے پاس آ بیٹھی تھی۔

''ہاں۔'' دھیمی سی آواز میں ہاں کہتے ہوئے وہ اٹھ بیٹھا تھا۔

''اوہ سوری بٹ تمہیں بتانا چاہیے تھا ناں ہم لوگ ایویں اتنے دنوں سے خوار ہو رہے تھے، چلو شکر ہے تمہیں کوئی پسند تو آیا، میں اور بوا کل ہی اس کے گھر جائیں گے کیوں بوا؟'' جوش سے بولتے ہوئے وہ اینڈ میں بوا سے مخاطب ہوئی تھی۔

''ہاں ہاں کیوں نہیں۔'' بوا نے تائید میں گردن ہلائی۔

''اس چیز کا کوئی فائدہ نہیں۔'' سر جھکائے ہتھیلیوں کو مسلتے ہوئے وہ بولا۔

''کیوں فائدہ نہیں؟'' سارہ نے چونک کے اسے دیکھا۔

''وہ نہیں مانے گی میں اسے جانتا ہوں۔'' لہجے میں تھکاوٹ بھری تھی، سارہ نے ہمدردی سے اسے دیکھا۔

''یہ تم مجھ پہ چھوڑ دو سیم تم تینوں کے لئے میں کچھ بھی کر سکتی ہوں تم ٹینشن نہ لو میں سب مینج کر لوں گی ٹھیک ہے ناں۔'' سیم کا ہاتھ نرمی سے دباتے ہوئے وہ دھیرے سے بولی تھی۔

''سارہ وہ اگر مجھے نہ ملی تو میں مر جاؤں گا رئیلی میں مر جاؤں گا۔'' سیم نے کرب سے اسے دیکھا تھا نہ جانے وہ کب سے اتنی تکلیف میں تھا، سارہ کو بہت تکلیف ہوئی اس نے سوچ لیا اسے اس لڑکی کے پاؤں بھی پڑنا پڑا تو وہ پڑے گی۔

''پتر کوئی پتا تو چلے کڑی رہتی کدھر ہے کرتی کیا ہے کچھ بتاؤ گے تو ہم جائیں گے ناں ادھر رشتہ لے کر۔'' بوا محبت سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی تھی۔

''بس سیم تم صبح ہی ہمیں دفتر جاتے ہوئے ڈراپ کر جانا آگے ہم جانیں اور وہ تم بالکل بھی ٹینشن مت لیا کرو میں ہوں ناں۔'' محبت سے اس کا ہاتھ تھامتی وہ بولی تھی۔

''میں آپ کو ساتھ لے کے نہیں جا سکتا سارہ۔'' وہ حسرت بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

''کیوں؟'' بوا تیزی سے بولی۔

''میرے روم میں جو الماری ہے اس میں سے سب سے آخر میں جو سیف بنا ہے اس میں اس کی تصویر نام پتا سب کچھ لکھا ہوا ہے آپ صبح میرے آفس جاتے ہی وہ سیف کھول کے دیکھ لیجئے گا پھر دونوں مل کے مینج کر لینا کہ آپ کو پھر کیا کرنا ہے کیا نہیں بٹ سارہ......''

''اگر وہ مجھے ناں ملی نہ سارہ آئی سوئیر میں مر جاؤں۔'' آنسوؤں بھری نظروں سے سارہ کو دیکھتا ہوا وہ بولا تھا اور تیزی سے اٹھ کر اوپر اپنے روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

''پہلے ہی مجھے بتا دیتا تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی ناں، اب لگتا ہے جھگڑا ہو گیا ہے دونوں میں اسی لئے پریشان سا لگ رہا تھا بچہ اللہ رحم کرے بچے پر، پتر صبح تک کیسے وقت کٹے گا میرا تو ابھی سے ہی دل چاہ رہا ہے ابھی ابھی جا کر رشتہ ڈال آؤں۔'' بوا بیچاری سیم کی حالت دیکھتے ہی پریشان ہوئی جا رہی تھی۔

''اللہ پہ بھروسہ رکھیں بوا اللہ رحم کرے گا انشاءاللہ۔'' سارا بوا کو دلاسا دیتے ہوئے بولی تھی اور بوا ''انشاءاللہ'' کہتے ہوئے سیم کی چیزیں سمیٹنے لگی تھی۔

☆☆☆

اگلی صبح حبہ کے کالج اور سیم کے آفس نکلتے ہی وہ دونوں سیم کے روم میں چلی آئیں، بس بوا آج کچھ بھی کر کے اس لڑکی کے گھر جائیں گے اور رشتے کے لئے ہاں کروا کے ہی اٹھیں گے، سارہ دراز سے چابیاں نکالتے ہوئے سیف کا لاک کھولے ہوئے بولی سامنے ہی لاکر میں فریم میں جڑی کوئی تصویر پڑی تھی، سارہ کا نجانے کیوں دل دھڑکا تھا اور بڑی زور سے دھڑکا تھا۔

''ہاں پتر کچھ بھی ہو جائے ہاں کروا کے ہی اٹھیں گے چاہے ان کے پاؤں ہی کیوں ناں پڑنا پڑے۔'' بوا بس اپنی ہی کہیں جا رہی تھی اور سارہ وہ ساکت کھڑی بس تصویر کو گھورے جا رہی تھی۔

''کیا ہوا پتر بہت سونٹری ہے کڑی مجھے پتا تھا سیم کوئی ایسی ویسی پسند نہیں کرے گا اپنی ٹکر کی ہی کوئی ڈھونڈے گا۔'' بوا سارہ کو ساکت کھڑی دیکھ کر مسکراتی ہوئی آگے آئی تھی اور تصویر اس کے ہاتھ سے لے لی اگلے ہی پل وہ خود ساکت رہ گئی۔

''پتر یہ تو تم ہو۔'' بوا کے نوکیلے الفاظ اس کے اندر تک کھبے تھے سر پکڑے وہ وہی بیٹھتی چلی گئی۔

''سارہ!'' اور اپنی بھولی ہوئی فائل لینے کے لئے واپس آیا سیم سارہ کو اس حالت میں دیکھ کر چونک گیا مگر جب بوا کے ہاتھ میں پکڑی فریم پر پڑا تو ٹھٹک کر وہی رک گیا، اسے آتے دیکھ کر سارہ تیزی سے اٹھی اور فریم بوا کے ہاتھ سے لے کر سیم کے آگے کر دیا۔

''یہ سب کیا ہے سیم۔'' ہونٹ کاٹتے سیم نے اپنا سر جھکا دیا۔

''کہو سیم یہ سب مذاق ہے۔'' وہ آس بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''یہ سب بالکل سچ ہے سارہ میں آپ سے بہت محبت......''

''چٹاخ۔'' اگلا فقرہ سارہ کے پڑنے والے تھپڑ نے ہی نگل لیا تھا۔

''میری محبت کو تم یہ رنگ دو گے میں نہیں جانتی تھی۔'' غراتے ہوئے ہاتھ میں فریم کو زور دار آواز سے زمین پہ دے مارا تھا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش کی تھی جب سیم نے جلدی سے اس کی کلائی تھام لی تھی۔

''آئی رئیلی لو یو سارہ میں مر جاؤں گا آپ کے بغیر۔''

''تو مر جاؤ مجھے پروا نہیں۔'' جھٹکے سے

ہاتھ چھڑواتی بھرائی آواز میں بولی اور تیزی سے کمرے سے نکلتی چلی گئی، سیم نے زمین پہ گری ٹوٹی ہوئی فریم کو دیکھا اور گھٹنوں کے بل زمین پہ بیٹھ گیا ٹوٹی ہوئی فریم سے تصویر نکال کر ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھا۔

''آئی ایم سوری سارہ میں آپ کو دکھ دینا نہیں چاہتا مگر ہر بار دیتا ہوں۔'' ضبط سے کہتا ہوا وہ اٹھا تھا اور بیڈ پہ جا بیٹھا تھا، بوا نے اسے ہونٹ بھینچے آنسو ضبط کرتے دیکھا اور اس کے قریب چلی آئیں۔

''سیم پتر!'' بس یہ کہنا تھا اور اگلے ہی پل وہ بوا کی گود میں سر رکھے بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔

''اس سے پوچھیں بوا وہ ایسا کیوں کر رہی ہے میں مر جاؤں گا اسے کہیں میرے ساتھ ایسا سلوک مت کریں، پہلے کیوں انہوں نے مجھے اپنے قریب کیا، اب جب میں ان کا عادی ہو گیا ہوں انہیں برا لگ گیا، انہیں کہیں یہ سب مت کریں میں مر جاؤں گا۔'' وہ رو رہا تھا اور بوا اسے دیکھ کر رو رہی تھیں اور دل ہی دل میں سارہ کو سمجھانے کا سوچ رہی تھی انہوں نے دل میں جو عہد کیا تھا کہ ''لڑکی کے پاؤں میں پڑنا پڑا تو وہ پڑیں گی'' وہ اس پہ سنجیدگی سے عمل کرنے کا سوچ رہی تھیں۔

☆☆☆

حبہ اور انابیہ نے سنا اور شاک میں آ گئی شاک کی کیفیت سے نکلتے ہی جو پہلا جملہ ان کے منہ سے نکلا وہ یہی تھا۔

''ہماری بھی یہی خواہش تھی بوا۔''

''اس میں کوئی حرج تو نہیں۔''

''حرج تھا یا نہیں مگر سارہ کچھ سننے کو راضی نہ ہوئی سیم حبہ انابیہ حتیٰ کے بوا کے سمجھانے پر بوا سے بھی بول چال بند کر دی، وہ مجھ سے دو سال چھوٹا ہے کم از کم وہ اسی چیز کا لحاظ کر جاتا۔'' وہ ہر کسی سے بس یہی کہتی اور غصہ چیزوں پر نکالتی جب دیکھتی اثر کسی پر نہیں ہو رہا تو تن فن کرتی اپنے کمرے میں جا کر بند ہو جاتی، سیم نے ہر بار اس سے بات کرنا چاہی مگر وہ کوئی موقع ہی نہ دیتی۔

بوا نے اسے بتایا کہ سیم کو بہت تیز بخار ہے وہ ہوش میں نہیں، وہ ایک دم گھبرا اٹھی مگر اگلے ہی پل وہ بیٹھ گئی کہ وہ اس سے ناراض ہے، اپنے کمرے میں ہی بیٹھ کر ڈاکٹر کو فون ملایا گھر بلایا، بوا کے ہاتھ میڈیسن بھیجی مگر خود اسے دیکھنے تک نہ گئی اور وہ بھی سیم تھا۔

''سارہ کو بلوائیں ورنہ میں میڈیسن نہیں کھاؤں گا۔'' بوا سر پکڑ کر بیٹھ گئی حبہ سارہ کو منتیں کرتی مگر نہ وہ گئی نہ سیم نے میڈیسن کھائی، اسی رات سیم خود بخار میں چل کر اس کے پاس آیا۔

''میرے ساتھ ایسا مت کریں سارہ، مجھے دو سال کے فرق سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔'' وہ پریشان تھا۔

''تمہیں میرے روم میں آنے کس نے دیا؟'' وہ بھڑک اٹھی۔

''میں مر جاؤں گا سارہ۔'' وہ تڑپ اٹھا۔

''تو مر جاؤں جان چھوڑو میری۔'' وہ زور سے چیخی اور زوردار دھکے سے اسے کمرے سے باہر نکال پھینکا، کمزوری کی وجہ سے وہ سامنے لگے پلر سے جا ٹکرایا سر پہ چوٹ بھی لگی مگر اسے پروا نہیں تھی۔

''سارہ...... سارہ...... بات تو سنیں...... پلیز سارہ دروازہ تو کھولیں۔'' وہ ساری رات دروازہ پیٹتا رہا مگر پرواہ کسے تھی، ساری رات وہ بے چین رہی اور نہ جانے رات کے کس پہر جا

کے اس کی آنکھ لگی تھی۔

وہ رات گھٹن بھری تھی یا اسے لگی تھی اس کا سانس گھٹ رہا تھا گھٹن کی وجہ سے اس کی آنکھ کھلی تھی، کمرے میں لائٹ بند تھی اس نے لائٹ جلانے کی کوشش کی تو پتا چلا کہ بجلی گئی ہوئی تھی نجانے کیوں باہر کسی نے جنریٹر بھی کیوں نہ چلایا تھا، وہ گھبرا کے اٹھی مگر یہ کیا اس کے نچلے دھڑ میں نجانے کیوں جان جیسے ختم ہو چلی تھی، تبھی کمرے کا دروازہ چڑ رکی آواز سے کھلا تھا، ہلکی سی روشنی کی دھار کمرے میں پھیلی تھی۔

''سنو کوئی ہے تو پلیز پانی کے دو گھونٹ پلا دو۔'' اس نے کہنا چاہا مگر آواز حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئی، اسے لگا کمرے میں لمبے لمبے سائے موجود ہوا اور اس کی طرف بڑھ رہے ہیں، اس نے چیخنا چاہا مگر آواز گھٹ گی تبھی کمرے کی دہلیز پہ کوئی آن رکا سفید کپڑوں میں، جب وہ اس کے قریب آیا تو اس نے دیکھا، وہ سیم تھا، وہ اس کے اوپر جھکا۔

''سیم!''

''پانی۔'' اس نے کہنا چاہا مگر آواز نہ نکلی۔

''سیم!''

''سارہ، میں آپ کو لینے آیا ہوں، چلیں گی ناں میرے ساتھ۔'' وہ اس پہ جھکا پوچھ رہا تھا، تبھی اس نے دیکھا اس کے جسم سے ایک اور جسم نکلا تھا اور وہ دیکھ کر حیران رہ گئی وہ خود تھی مگر وہ تو لیٹی ہوئی تھی اور جو سامنے تھی وہ بھی وہی تھی، وہ ڈر گئی اس نے دیکھا کہ وہ مسکرائی ہے اور سیم نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا اور آہستہ آہستہ چلتے وہ دونوں کمرے سے نکل گئے دروازہ پہلے کی طرح بند ہو گیا کمرے میں دوبارہ اندھیرا چھا گیا۔

''سیم!'' اس کا وجود وہی پڑا رہا۔

''سیم!'' وہ وہی پڑی چیختی رہی مگر اس کی آواز کسی نے نہ سنی۔

''سیم!'' وہ ایک دم گھبرا کر اٹھی تھی۔

''سیم!'' اس کی زبان پہ ابھی تک وہی لفظ تھا، گلے میں کانٹے چبھ رہے تھے، میز سے بھرا گلاس اٹھا کر اس نے غٹا غٹ چڑھایا تھا، حواس بحال ہوئے تھے چت لیٹی وہ کتنی دیر چھت کو گھورتی رہی نجانے دل کیوں گھبرا رہا تھا۔

خواب...... اس کا دھیان خواب کی طرف گیا نجانے کیسا خواب تھا، ایک دم اسے گھٹن کا احساس ہوا، وہ تیزی سے اٹھی اور دروازہ کھول کر باہر نکل آئی اگلے ہی پل وہ ٹھٹک کر رکی اس کے سامنے والا روم سیم کا تھا جس کی لائٹ آن تھی دروازہ بھی نیم وا تھا، وہ خود کو گھسیٹتی دروازے کے قریب آئی کمرے کا اندرونی منظر سامنے تھا، سامنے ہی بیڈ پہ اوندھے منہ سیم لیٹا تھا، شاید وہ سو رہا تھا پاؤں میں ہنوز جوتے موجود تھے، وہ بغیر آواز پیدا کرتی دروازہ کھول کر دھیرے سے اس کے پاؤں کی جانب آئی جھک کر آگے دیکھا وہ واقعی سو رہا تھا، وہ اطمینان کرتی ہوئی آہستگی سے اس کے شوز اتارنے لگی، شوز اتار کر پاؤں اس کے بیڈ پہ رکھے اور دھیرے سے کمبل اسے اوڑھاتے ہوئے وہ مڑی تھی اگلے ہی پل ٹھٹک کر رک گئی، اس نے کچھ دیکھا تھا کیا؟ وہ جھٹکے سے مڑی اور سیم کی ہتھیلی میں دبی وہ چیز دیکھنے لگی، سلیپنگ پلز،...... اوہ مائی گاڈ...... سیم...... اگلے ہی پل اس نے جھٹکے سے سیم کے سیدھا کیا۔

''سیم...... آنکھیں کھولو...... سیم۔'' وہ اس پہ جھکی اس کا گال تھپتھپا رہی تھی، سیم نے دھیرے سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اور بڑے آرام سے سر سارہ کی گود میں رکھ دیا، مگر سارہ کو پرواہ نہ تھی پرواہ تھی تو اس کے منہ کے کنارے نکلتے خون کی اس کے ناک کے دھانے نکلتے خون کی۔

"یہ تم نے کیا کیا سیم؟" آنسو بے آواز گالوں پہ پھسلنے لگے۔

"نہیں ہر بار کوشش کرتا ہوں آپ کو نہ رلاؤں مگر ہر بار رولا دیتا ہوں۔" وہ دھیرے سے اس کا ہاتھ تھام کر بولا۔

"سیم تمہیں کچھ نہیں ہو گا تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے میں ہوں ناں، تم فکر مت کرو میں کسی کو بلاتی ہوں۔" وہ تیزی سے کہتے ہوئے اٹھی جب سیم نے اس کے دوپٹے کا پلو تھام لیا۔

"آپ تو کہہ رہی تھی میں مر جاؤں تو آپ کو فرق نہیں پڑے گا تو پریشان کیوں ہو رہی ہیں۔" زخمی سی ہنسی وہ ہنسا تھا، سارہ نے ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھا اور پلو چھڑا کر تیزی سے باہر بھاگی تھی اگلے پانچ منٹ کے بعد وہ لوگ اسے ہاسپٹل لے کر بھاگے تھے اور سارے رستے وہ اور حبہ سیم کے بے ہوش وجود کو تھامے روتی رہی تھیں۔

☆☆☆

وہ تین گھنٹے جو وہ ایمرجنسی وارڈ میں رہا، تینوں کی جان سولی پہ اٹکی رہی تھی بوا تو جب تک سیم کی جان خطرے سے باہر نہ نکلی تب تک ان کے نوافل ہی نہ رکے ایمرجنسی روم سے اگلے ہی دن ڈاکٹر نے اسے دوسرے روم میں شفٹ کر دیا۔

انابیہ کی فون کال آئی تو وہ کافی دل برداشتہ تھی شاہ میر کو چھٹی نہ ملنے کی وجہ سے وہ کافی روئے جا رہی تھی سارہ اور بوا نے اسے سمجھا بجھا کر فی الحال آنے سے روک دیا تھا، سیم کو ابھی ہوش نہ آیا تھا، وہ بوا کو سیم کے پاس چھوڑ کر حبہ کو لے کر سیم کی کچھ ضروری چیزیں لینے گھر آئی تھی۔

کچھ پرہیزی کھانا بھی بنانا تھا خانساماں کے ساتھ مل کر کھانا بنانے کے بعد وہ سیم کے روم میں آئی تھی، وہاں سب جوں کا توں تھا جیسا وہ دو دن پہلے ہی چھوڑ کر گئی تھی، الماری سے سیم کی پریس شدہ شرٹ نکالتے ہوئے وہ ٹھٹکی تھی، کپڑوں کے پیچھے کوئی سیف بنا تھا، کیا تھا اس سیف میں، یہی دیکھنے کے لئے اس نے سیف کھولا اور وہ ساکت رہ گئی، سامنے ہی ایک خوبصورت فریم شدہ تصویر تھی، جس میں وہ مسکرا رہی تھی، تصویر کے آس پاس بے شمار گفٹس پڑے تھے، ہر گفٹ پر ہیپی برتھ ڈے سارہ، ہیپی برتھ ڈے جان جیسے الفاظ درج تھے، تصویر کے ساتھ ہی ایک ریڈ کلر کی ڈائری تھی جسے اس نے احتیاط سے اٹھا لیا تھا۔

"جان سیم کے نام" پہلا صفحہ کھولتے ہی اسے جھٹکا لگا۔

آسمان میں جب کبھی مجھے
زندگی کا اذن ملے
حساب حشر میں جس پل مجھے
نیکیوں کا ثمر ملے
جو بزرگ برتر سے
مجھے تمام ہی اچھی عادتوں کا اجر ملے
میری تمام جائز مخلصانہ کوششوں پر
مجھے امیر زر کا محل ملے
تو میں بس سب کچھ یونہی چھوڑ دوں
ہر اچھے کام کے بدلے
اپنے رب سے تمہیں مانگ لوں
میری رضائے دل ہے یہ کہ
مجھے تم ملو
تم ملو
بس تم ملو

اگلے صفحے پہ جذبات رقم تھے اس نے گھبرا کر درمیان سے کئی صفحات آگے کر دیئے۔

"میں جانتا تھا کہ جب میں سارہ سے

اظہار کروں گا تو وہ ناراض ہوں گی مگر اتنا ہوں گی میں نہیں جانتا تھا، وہ مجھ سے بات نہیں کر رہی مجھے دیکھتے ہی کمرے میں گھس جاتی ہے، وہ کہتی ہے میں مر جاؤں انہیں فرق نہیں پڑنے والا مگر میں جانتا ہوں اگر میں مر جاؤں تو انہیں بہت فرق پڑے گا وہ میرے سامنے بنتی ہے مجھے اگنور کرتی ہے، کہتی ہے میں ان سے دو سال چھوٹا ہوں، تو کیا ہوا چھوٹا ہوں مجھے ان دو سالوں سے فرق نہیں پڑتا انہیں دنیا کا ڈر ہے وہ یہ نہیں جانتی وہ میرا دل توڑ رہی ہیں، یا اللہ! سارہ کا دل میری طرف موڑ دے وہ بھی مجھ سے محبت کرنے لگے۔"

آگے جذبات کی بھرمار تھی، اس نے آہستگی سے ڈائری بند کر دی۔

تبھی ایک پکچر ڈائری سے نکل کر اس کے قدموں میں جا گری، اس نے جھک کر پکچر اٹھائی، پکچر میں اس کے ہاتھ میں آئسکریم تھی اور وہ گردن پیچھے گرائے بے تحاشا ہنس رہی تھی اس کے ہاتھ میں تھامی آئسکریم کو سیم دونوں ہاتھوں میں دبوچے کھانے کی کوشش کر رہا تھا اور وہ ہاتھ کھینچ رہی تھی جس کے نتیجے میں آئسکریم سیم کی ناک اور تھوڑی پر لگی صاف نظر آ رہی تھی، اسے یاد آیا یہ واقعہ تو تب ہوا تھا جب سیم اسے راضی کر کے آئسکریم کھلانے لایا تھا، مگر اس نے یہ پکچر کب بنوائی تھی اسے بالکل یاد نہ تھا، گہری سانس بھرتی اس نے تصویر کو پلٹ کر دیکھا تھا، پیچھے لکھا تھا۔

یہ جان کر خوشی ہوئی کہ اسے بھی میرے دکھ کا احساس ہے
آج اس نے کہہ دیا اتنے اداس ہو تو مر کیوں نہیں جاتے

سارہ نے کرب سے آنکھیں موند لی تھی بہت سے آنسو تیزی سے گال پہ پھسلتے چلے گئے وہ واپس جب وہ ہاسپٹل پہنچی تو ہوش میں آنے کے بعد سیم نے ایک بات کی تھی۔

"اب تو بچا لیا اگلی بار نہیں بچا سکو گے۔" سارہ نے روتی ہوئی بوا اور حبہ کو دیکھا اور صرف کہا تو بس اتنا۔

"میں شادی کے لئے تیار ہوں۔" حبہ بوا حتیٰ کہ لیٹے ہوئے سیم نے جھٹکے سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا۔

☆☆☆

وہ خوش تھا اور بے انتہا خوش تھا خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی، وہ کیوں نا خوش ہوتا آج اس کی زندگی اس کے نام ہو چلی تھی آج بارات تھی اور مسکراہٹ تھی کہ مسلسل اس کے ہونٹوں سے چپکی پڑی تھی اور بوا بار بار اس کی نظر اتار رہی تھی دم کر کر کے پھونک رہی تھی، اسٹیج پر سارہ سنجیدہ شکل لیئے بیٹھی تھی مگر سیم کو پرواہ نہ تھی اسے اس کی سارہ مل رہی تھی باقی بعد میں دیکھا جائے گا۔

رسم ادا ہوتے ہی سارہ کو سیم کے کمرے میں شفٹ کر دیا گیا، آہستہ آہستہ مہمان بھی کمروں میں سونے چلے گئے حبہ اور انابیہ اندر سارہ کے پاس تھی۔

"خوش ہو؟" بوا نے سیم کے دمکتے چہرے پہ نظریں جماتے ہوئے دل ہی دل میں ماشاء اللہ کہا۔

"بہت زیادہ آپ جانتی نہیں بوا میرا دل چاہ رہا ہے چیخ چیخ کے ساری دنیا کو بتاؤں کہ جسے میں بچپن سے چاہتا آیا ہوں وہ آج میری ہو گئی ہے۔" بوا کے ہاتھ ہاتھوں میں دبائے وہ خوشی سے آنکھیں میچتے ہوئے بولا۔

"خدا تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے آمین مگر پتر سارہ بہت ناراض ہے اس دس دنوں میں اس نے نہ میرے سے حبہ نا بیہ کسی سے بات

نہیں کی نہ ڈھنگ سے کھانا کھاتی ہے تم یہ بھی غصہ ہوئی تو خاموشی سے سن لینا، تھوڑا ٹائم لگے گا پھر ٹھیک ہو جائے گی۔" بوا اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے بولی۔

"آپ فکر ہی نہ کریں بوا میں ہوں ناں میری محبت کے آگے وہ خود ہی ہار جائیں گی دیکھنا۔" وہ مضبوط لہجے میں بولا۔

"اچھا جاؤ شاباش سارہ انتظار کر رہی ہو گی۔" بوا اس کا کندھ تھپتھپاتی ہوئی اٹھی اور وہ بھی بوا کے ہاتھ پہ بوسا دیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا، اوپر چڑھ کے جب وہ اپنے روم کی طرف بڑھا حبہ اور انابیہ اپنے روم میں جاتی ہوئی رک کر ہونٹ دبائے مسکراہٹ چھپانے لگی۔

"what؟" سیم نے ابرو اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"اندر کا موسم بہت گرم ہے بچ کے رہنا بھیا۔" نابی مسکراہٹ دبائے بولی تو سیم بھی کھل کر ہنس دیا۔

"دعا کرنا یار میرے لئے۔" ہنستے ہوئے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا، دروازہ کھولتے ہی وہ سامنے نظر آئی، بیڈ پہ بیٹھی سیم کی منتظر نہیں، بلکہ ڈریسنگ ٹیبل کے پاس غصے سے چوڑیاں اتارتی ہوئی، سیم گہری سانس بھرتے ہوئے دروازہ لاک کرتے اس کے قریب چلا آیا۔

"میں تو سمجھا تھا آپ میرا انتظار کر رہی ہوں گی، مگر آپ تو کافی غصے میں لگ رہی ہیں۔" ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ ٹیک لگا کر وہ کھڑا ہو گیا۔

"کیا یار میں نے ابھی آپ کو دیکھا بھی نہیں اور آپ سب کچھ اتار رہی ہیں۔" کوئی جواب نہ پا کر وہ دوبارہ بولا اور اس کا رخ اپنی طرف کرنا چاہا مگر وہ بھڑک ہی تو اٹھی۔

"ڈونٹ ٹچ می سیم۔" آنکھوں میں اتنی نفرت تھی کہ سیم گنگ رہ گیا۔

"مگر سارہ میری......"

"بس سیم میں تمہارے کمرے تک آ گئی یہی کافی سمجھو اس سے آگے نہ تم بڑھو گے نہ میں بڑھوں گی دوسری صورت میں، میں تمہارے کمرے سے تو کیا تمہارے گھر سے بھی نکل جاؤں گی سمجھے۔" غصے سے غراتی ہوئی انگلی اٹھا کو وارن کرتی وہ ڈریسنگ روم میں جا گھسی، سیم حیرت زدہ سا وہی کھڑا رہ گیا، کوئی ہاف گھنٹے کے بعد وہ بھاری کپڑوں اور جیولری سے جان چھڑوا کر سادہ چہرہ لئے بالکل نکلی اور چپ چاپ بیڈ پر لیٹ کر کمبل اوڑھ لیا سیم آہستگی سے اٹھا اور الماری سے کپڑے نکال کر واش روم میں جا گھسا جب فریش ہو کر باہر آیا تب تک کروٹ بدلے وہ شاید سو چکی تھی چپ چاپ وہ بیڈ کی دوسری طرف جا کر لیٹ گیا۔

☆☆☆

پندرہ دن گزر گئے، دونوں کے درمیان پہلے دن جیسی سرد مہری تھی زندگی ویسے کے دوسرے دن سے ہی کسی روبوٹ کی مانند گزر رہی تھی، انابیہ شاہ میر کے ساتھ واپس جا چکی تھی حبہ کالج اور سیم آفس چلا جاتا تو پیچھے وہ اور بوا اکیلی گھر میں رہ جاتی تھی، دعوتوں کا سلسلہ تو تب چلتا ناں جب سارہ مانتی جب بھی سیم کے کسی دوست یا جاننے والے دعوت کرتے تو سارہ انکار کر دیتی وہ چپ ہو جاتا وہ سارہ کو ٹائم دینا چاہتا تھا مگر وہ تو ٹس سے مس ہوتی نظر نہ آئی، پہلے کی طرح وہ آفس سے آتا اِدھر اُدھر کی ڈھیروں باتیں کرتا تو چپ چاپ سنے جاتی یا اٹھ کر چلی جاتی وہ ہرٹ ہوتا مگر بوا اسے تسلیاں دیتی سمجھاتی، وہ نئے سرے سے اسے منانے لگ جاتا، اس دن وہ آفس میں تھا جب سارہ کا فون آیا۔

"گھر کی گاڑی ورکشاپ میں ہے پلیز تم اپنی گاڑی بھجوا دو مجھے مارکیٹ جانا ہے کچھ چیزیں لینی ہیں۔"

سیم نے ڈرائیور سمیت گاڑی بھجوا دی آج کل وہ خاصا بزی تھا کسی سیاسی لیڈر کے کیس پر۔ وہ آج کل کام کر رہا تھا حبہ سیلاب زدگان کے سلسلے میں اپنی ٹیم کے ہمراہ آج کل ایک گاؤں میں کیمپ لگائے ہوئے تھی اور بوا دو دن پہلے ہی گاؤں اپنے بیٹے سے ملنے گئی تھی وہ اور سارہ گھر ہی تھے سارہ کی ناراضگی ہنوز برقرار تھی آج کی کال بھی حبہ اور بوا کے نہ ہونے کی وجہ سے اس نے خود کی تھی ورنہ انہیں میں سے کسی سے کروا لیتی، اسے یاد آیا اسے آج رحمٰن ملک (سیاسی لیڈر) سے ہر حال میں ملنا تھا، ڈھائی تین گھنٹے بعد جب وہ کام سے فارغ ہوا تو اسے خیال آیا کہ جانے سے پہلے رحمٰن ملک کی سیکرٹری کو ہی بتا دے کہ وہ آ رہا ہے، فون کی چوتھی ہی بیل پہ ان کی سیکرٹری نے کال اٹھائی تھی۔

"سوری سر آج آپ سے نہیں مل سکتے ان کی ایک رشتہ دار کی آج سپر مارکیٹ میں ہونے والے بم دھماکے میں ڈیتھ ہو گئی ہے۔" اس کے سلام کے جواب کے بعد سیکرٹری نے اسے بتایا۔

"کب تک ملاقات متوقع ہے؟" سیم نے پوچھا۔

"جی یہ میں سر سے کنفرم کر کے آپ کو اطلاع کر دوں گی۔" سیکرٹری کے خدا حافظ کہتے ہی وہ فون بند کر کے سیدھا ہوا اگلے ہی پل جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سپر مارکیٹ میں دھماکہ، اوہ مائی گاڈ، سارہ بھی صبح وہی جانے کا کہہ رہی تھی۔" اسے تین گھنٹے پہلے کی گئی سارہ کی فون کال یاد آئی اگلے ہی لمحے اس کے ہاتھ تیزی سے سارہ کا نمبر پریس کرنے لگے۔

"پاورڈ آف۔" دوسری طرف بار بار فون آف ہونے کی ریکارڈنگ سنائی جانے لگی، تیزی سے موبائل اٹھا کر وہ آفس سے باہر نکلا، سامنے فرحان (دوست) کا کیبن بنا تھا، جلدی سے فرحان سے اس کی کار کی چابی لے کر وہ باہر کی جانب بھاگا انگلیاں مسلسل سارہ کا نمبر ڈائل کر رہی تھیں۔

"ہیلو۔" گھر فون کرتے ہی رشیدہ (کام والی) کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو! رشیدہ میں سیم رشیدہ سارہ گھر پر ہے کیا؟" گاڑی روڈ پہ لاتے ہی اس نے فل اسپیڈ پہ چھوڑ دی۔

"نہیں صاحب جی بی بی جی تو صبح سے مارکیٹ کا بتا کے نکلی تھی۔" رشیدہ جلدی سے بولی۔

"رشیدہ میری بات سنو سارہ جیسے ہی گھر آئے مجھے اسی نمبر پہ کال کر دینا ٹھیک ہے۔" وہ ٹرن لیتے ہی جلدی سے بولا۔

"صاحب جی ادھر ٹی وی پر دکھا رہے ہے جہاں بی بی جی مارکیٹ میں ہے وہاں جی بڑا اوڈھا دھماکہ ہوا ہے۔" رشیدہ کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"رشیدہ میں وہی جا رہا ہوں دعا کرنا سارہ ٹھیک ہو۔" سیم تھکی تھکی آواز میں بولا اور کال بند کر دی، مارکیٹ میں ہر طرف خوف ہراس پھیلا تھا ٹوٹی پھوٹی دکانیں ہر طرف خون بکھرا پڑا تھا دور جاتی ایمولینس کی آوازیں مارکیٹ خالی میدان سا منظر پیش کر رہی تھی، وہاں کسی ذی روح کا نام نشان تک نہ تھا، سارا دن ہسپتالوں میں مردہ خانوں ایمرجنسی وارڈ ہر جگہ وہ پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈتا رہا مگر وہ نہ تھی گھر بھی دو تین

چکر لگائے مگر بے سود، تھکا ماندہ اجڑی حالت میں رات گئے جب وہ لوٹا تو رشیدہ اس کی طرف دوڑی چلی آئی۔

''صاحب جی بی بی جی کا کچھ پتا چلا؟'' سیم خالی خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

''صاحب جی پانی پی لیں۔'' وہ سر پکڑے بیٹھا تھا جب رشیدہ پانی کا گلاس لئے چلی آئی۔

''رشیدہ وہ کہاں ہو گی اس وقت میں نے اسے ہر جگہ ڈھونڈا، وہ مجھے نہیں ملی، میں اسے کہاں ڈھونڈوں؟'' وہ امید بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگا، رشیدہ کو اس کی بکھری حالت پہ ترس آیا، اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی لاؤنج کے دروازے پہ کھٹکا ہوا وہ چونک کے سیدھا ہوا اگلے ہی پل وہ ساکت رہ گیا، دروازے میں سارہ کھڑی تھی، صحیح سلامت اسے لگا وہ پھر سے جی اٹھا ہے، اگلے ہی لمحے وہ ایک ہی جست میں اس کے قریب پہنچا۔

''سارہ تم ٹھیک ہو ناں۔'' خواب کی کیفیت میں اس کے چہرے کو چھوا یہ یقین ہوتے ہی کہ واقعی وہ زندہ ہے اور پھر سختی سے خود سے بھینچ لیا کتنی ہی دیر وہ اسے سینے سے لگائے اس کے بال پیشانی گردن چہرے پر اپنی محبت رقم کرتا رہا اور وہ ساکت کھڑی اس کی دیوانگی دیکھتی رہ گئی۔

☆☆☆

سیم ہاتھوں کو رگڑتا ہوا کچن میں داخل ہوا تھا، بلیک جینز پہ اس نے گرے ہائی نیک پہن رکھی تھی کچن میں سارا کو دیکھ کر اسے خوش گوار حیرت ہوئی اس نے بھی گرے سوٹ پہ بلیک شال شانوں پہ پھیلا کر رکھی تھی۔

''واؤ یعنی دل سے دل کو راہ غالباً اسے ہی کہتے ہیں مجھے کافی کی طلب کھینچ لائی اور آپ کافی ہی بنا رہی ہو۔'' وہ چہکتا ہوا آگے آیا اس کی آواز سن کر سارہ نے بے ساختہ گردن گھما کے اسے دیکھا تھا جو آنکھوں میں نئی چمک لئے اسے ہی دیکھ رہا تھا، کچھ دن پہلے کا منظر یاد آیا تھا وہ اس کی نظروں کا مقابلہ نہ کر سکی۔

''بوا اور حبہ نے چائے کی فرمائش کی تھی وہ دے کر آئی ہوں انہیں۔'' وہ صفائی دیتے ہوئے بولی۔

''سب کا خیال ہے میرا نہیں۔'' اسے ستانے کو وہ بولا لہجے میں مصنوعی خفگی بھر لی۔

''جانتی ہوں سردیوں میں تمہیں کافی بہت پسند ہے میں بس دینے ہی آ رہی تھی۔'' نجانے کیوں اسے لگا کہ اسے نظر انداز کرنے پہ وہ خفا ہو گیا ہے، جلدی سے بولی تھی، اسے سارہ کے ہاتھ کی کافی بہت پسند تھی اور وہ ہمیشہ سے ہی اسی سے ہی بنوا کر پیتا تھا کافی مگ کے ساتھ بوائل انڈے سارہ نے اس کے سامنے رکھے تھے۔

بیٹھیں ناں ساتھ میں کافی پیتے ہیں) اسے باہر کی جانب جاتا دیکھ کر وہ بے ساختہ بولا تھا سارہ نے مڑ کر اسے دیکھا۔

''نہیں مجھے نیند آ رہی ہے۔'' کہتی ہوئی باہر نکل گئی، مسکراہٹ بے ساختہ ہونٹوں پہ رینگی تھی، اس کے پیار کا جادو کام آ رہا تھا، یعنی وہ آہستہ آہستہ ہی سہی لائن پہ آ رہی تھی۔

☆☆☆

آج حبہ کی فرمائش پہ وہ کچن میں گھسی ہوئی تھی عام دنوں میں خانساماں کھانا بناتا تھا مگر آج حبہ نے پلاؤ کی فرمائش کی تھی جو اسے سارہ کے ہاتھ کے ہی پسند تھے۔

پلاؤ دم پہ تھا رائتہ بنا کر فریج میں وہ رکھ چکی تھی کباب پین میں فرائی ہو رہے تھے اور وہ خود سلاد کاٹ رہی تھی، سیم اس وقت آفس میں تھا اس کا ٹیکسٹ آیا تھا۔

''میں بھی کھاؤں گا پلاؤ کباب، کیا کر رہی ہو۔'' کے جواب میں سارہ نے لنچ کے متعلق بتا دیا تھا مینو سن کر اس کے منہ میں پانی آ گیا تھا، وہ جانتی تھی پلاؤ کباب حبہ اور سیم کی فیورٹ ڈش ہے۔

''آ جاؤ لنچ پہ۔'' سارہ نے جلدی جلدی ٹائپ کیا، دوسری طرف سیم حیرت سے بار بار اس کا میسج پڑھ رہا تھا آج واقعی حیرت انگیز دن تھا وہ نہ صرف اس کے میسجز کا ریپلائے کر رہی تھی بلکہ اسے لنچ پہ گھر بھی بلا رہی تھی۔

''نہیں آ سکتا ناں یار ایک کیس پہ کام کر رہا ہوں کل عدالت میں لازمی جمع کروانا ہے، آپ ایسا کریں ڈرائیور کے ہاتھ بھجوا دیں۔'' سیم نے مجبوری بتا کر حل بھی پیش کر دیا۔

''ہاں یہ بھی ٹھیک ہے میں بھجوا دیتی ہوں بٹ تم یاد سے کھا ضرور لینا یہ نہ ہو کام کے پیچھے کھانا کھانا ہی بھول جاؤ۔'' سارہ کا جوابی ٹیکسٹ پڑھ کر وہ پریشان ہو چلا تھا، اسے کب بھلا وہ کبھی سیدھی منہ بھلاتی تھی اور آج کل وہ اس کی کوئی بات رد نہ کرتی تھی بلکہ پہلے سے زیادہ اس کا خیال رکھنے لگی تھی، وہ جانتا تھا بیچ میں کھڑی اجنبیت کی دیوار بہت جلد گرنے والی تھی اور وہ دن زیادہ دور نہیں تھا، سوچتے ہوئے بے ساختہ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پہ رینگنے لگی تھی، سارہ کام چھوڑ چھاڑ وہ سارہ کے خوش کن خیالوں میں کھو گیا تھا، اسے بالکل یاد نہ رہا تھا کہ اسے کیس کی تیاری بھی کرنا تھی۔

☆☆☆

حلیمہ آنٹی کی بہو کی ماں کی ڈیتھ ہو گئی تھی حلیمہ آنٹی کی بہو شائستہ سارہ کی دوست بھی تھی ویسے بھی حلیمہ آنٹی کی وجہ سے ان کے گھر کافی آنا جانا بھی تھا، وہ آفس میں تھا جب سارہ نے اسے کال کی تھی اور شائستہ کی مدر کی ڈیتھ کا بتایا تھا، بوا کے گھٹنوں میں شدید درد ہے وہ تو نہیں جا سکے گی اور حبہ کے آج کل ایگزیم ہو رہے ہیں اس کا بھی نکلنا مشکل ہے، ہم دونوں کو ہی جانا پڑے گا۔

''عدالت میں کچھ کام نمٹانا ہے پھر میں آتا ہوں ساتھ میں نکلتے ہیں۔'' سیم نے فون بند کر دیا، اس دن وہ دونوں شائستہ کے گھر آئے تھے۔

شائستہ کی حالت بھی کچھ ٹھیک نہ تھی، وہ پریگننٹ تھی سارہ کو اسے سنبھالنا بہت مشکل لگ رہا تھا۔

''نکلتے ہیں اب۔'' جنازے کے بعد سیم اس کے پاس آیا تھا۔

''حلیمہ آنٹی لوگ تو آج رکیں گے میرے خیال سے مجھے بھی رک جانا چاہیے، حلیمہ آنٹی نے ہر مشکل وقت پہ ہمارا ساتھ دیا ہے ہمیں بھی اس وقت انہیں اکیلا نہیں چھوڑنا چاہیے ویسے بھی شائستہ کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں حلیمہ آنٹی کہاں سنبھالتی پھریں گی اسے۔'' آس پاس دیکھتے ہوئے سارہ دھیرے سے بولتے ہوئے اس کے قریب ہوئی تھی۔

''اوکے آپ یہی رہ لیں پھر، میں بھی رک جاتا مگر صبح یہاں سے عدالت جانا مشکل ہو گا اور ویسے بھی حبہ اور بوا گھر اکیلی ہوں گی۔'' سیم دھیرے سے بولا تھا، ایک دو باتوں کے بعد وہ اسے گیٹ تک چھوڑنے آئی تھی۔

''میں رات کو کال کروں گا پھر۔'' جاتے جاتے وہ بولا تھا اور وہ سر ہلا گئی تھی۔

☆☆☆

''کیا کر رہی تھی۔'' وہ شائستہ کو گرم دودھ پلا کر سونے کا کہہ رہی تھی جب سیم کی کال آئی تھی ایک نظر شائستہ کو دیکھ کر اسے سوتا چھوڑ کر وہ ٹیرس کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔

''کچھ نہیں شائستہ بہت ڈسٹرب تھی ابھی اسے ہی سلا رہی تھی، تم اب تک جاگ رہے ہو؟'' بے ساختہ کہتے ہوئے نگاہ کھڑکی سے اندر گھڑی تک جا رکی تھی جو رات کے پونے دو بجا رہی تھی۔

''آپ بھی تو جاگ رہی ہیں ناں۔'' وہ بھی ''بدو'' بولا دوسری طرف بے ساختہ خاموشی چھا گئی۔

''میں بس سونے ہی والی تھی۔''

''میرے بغیر نیند آ جائے گی آپ کو۔'' رات کی خاموشی میں سیم کی سرگوشی اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

''پہلے کون سا تمہارے ساتھ سوتی تھی۔'' وہ جلدی سے بولی پھر پچھتائی تھی جب دوسری طرف سیم کی زخمی ہنسی سنائی دی تھی۔

''بہت سیلفش ہیں آپ سارہ، میرا آپ کے بغیر یہاں دم گھٹ رہا ہے خالی کمرہ کاٹ کھانے کو دوڑ رہا ہے اور آپ ہیں کہ۔'' بات ادھوری چھوڑ دی، کتنی دیر دونوں طرف خاموشی چھائی رہی۔

''میں فون رکھتی ہوں پھر بات کروں گی۔'' کتنی ہی دیر بعد وہ بولی بھی تو کیا۔

''سنیں سارہ۔'' وہ جلدی سے بولا تھا، مبادا کہ وہ واقعی فون بند کر ہی نہ دے۔

''آپ کو صبح کب لینے آؤں۔''

''سیم میں سوچ رہی تھی کہ حلیمہ آنٹی لوگوں کے ساتھ ہی آؤں وہ لوگ سوئم کروا کے ہی آئیں گے شائستہ کو بھی ساتھ لے آئیں گے پھر پیچھے کون ہے اسے سنبھالنے والا، گھر کو بھی بند کر دیں گے پہلے حلیمہ آنٹی کہتی تھی دسواں کروا کے ہی گھر بند کریں مگر اب سوئم تک ہی رہنا چاہتی ہے اسے لئے میں سوچ رہی تھی میں بھی تب تک......''

دوسری طرف مسلسل خاموشی پا کے نجانے وہ کیوں بات کو ادھورا چھوڑ گئی تھی۔

''سیم!'' گھبرا کے موبائل کان سے ہٹا کر دیکھا کال چل تھی تبھی وہ بے ساختہ سیم کو پکار بیٹھی۔

''سارہ!'' سیم کی آواز میں نجانے کیسا درد تھا وہ بے اختیار جی کہہ بیٹھی۔

''آئی رئیلی مس یو۔'' دھیمی سرگوشی میں سارہ کو اپنے گال تپتے محسوس ہوئے، کیسا دلربا انداز تھا، خاموشی سے کال کاٹ کر وہ اتھل پتھل ہوتی سانسوں کے ساتھ وہیں ٹیرس پہ گھٹنوں پہ سر رکھ کر بیٹھ گئی۔

☆☆☆

نابیہ کے گھر بیٹا ہوا تھا اس کی فون کال آئی تھی گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی سارہ اتنی خوش تھی کہ اس کا بس نہ چلتا تھا کہ اڑ کے نابیہ کے پاس پہنچ جائے، بوا نے اسی خوشی میں پورے محلے میں مٹھائی بانٹی تھی اور سیم، وہ آج کسی کیس کے سلسلے میں اسلام آباد گیا تھا موسم ابر آلود ہونے کی وجہ سے اس سے رابطہ نہ ہو پا رہا تھا، اس رات وہ دو بجے گھر میں داخل ہوا تھا اس کا خیال تھا سارا گھر خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا ہو گا مگر اپنے روم میں داخل ہوتے اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا سارہ کمرے میں بے چینی سے ٹہل رہی تھی اسے خوشگوار حیرت ہوئی اسے لگا وہ اس کے انتظار میں جاگ رہی ہے۔

''خیریت آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں۔'' وہ مصنوعی حیرت لئے بولا اور سارہ اسے دیکھتے ہی تیزی سے اس کی طرف آئی۔

''سیم...... سیم...... سیم تم کہاں تھے اب تک، تمہیں نہیں پتا میں آج بہت خوش ہوں۔'' بازو سے پکڑ کر باقاعدہ سیم کو گھما ہی ڈالا تھا۔

''آر یو او کے ناں سارہ۔'' سیم کو اسے خوش دیکھ کر خوشی ہوئی آج وہ اسے پرانی کھوئی ہوئی سارہ لگی تھی۔

''تمہیں پتا ہے سیم نابی کے گھر بیٹا ہوا ہے تم ماموں اور میں خالہ بن گئی ہوں۔'' اگلے لمحے وہ سیم کے دونوں ہاتھ تھامے چہکتے ہوئے بولی۔

''رئیلی۔'' سیم نے جوش سے اس کے ہاتھ دبائے اس کے ہاتھوں کی حدت اور سیم کی جذبات بھری سرگوشی کا اثر تھا کہ اگلے ہی پل وہ اس کے گلے جا لگی تھی۔

''بالکل سچ سیم میں بہت بہت بہت خوش ہوں کیا تمہیں خوشی نہیں ہوئی۔'' اپنے جذبات اس پہ انڈیل کے وہ الگ ہو کر اسے دیکھنے لگی، خوشی میں اسے یہ خیال تک نہ گزرا کہ وہ کیا حرکت کر چکی ہے۔

''میں بھی بہت خوش ہوں سارہ، مگر مجھے خوشی اس بات کی زیادہ ہوئی ہے کہ آج آپ خود میرے قریب آئی ہیں۔'' سیم نے اس کے دونوں ہاتھ تھام کر دھیمی آواز میں سرگوشی کی تھی اور اگلے ہی پل جھک کے اس کے دونوں ہاتھ چوم لیا، سارہ ایک دم جیسے ہوش میں آئی تھی اور اگلے ہی لمحے اس سے ہاتھ چھڑا کر باہر کی طرف لپکی۔

''سارہ!'' جذبوں سے مخمور لہجے میں سیم نے اسے پکارا نجانے اس کی آواز میں ایسا کیا تھا دروازہ کھولتے اس کا ہاتھ ہینڈل پہ جیسے جم سا گیا، پلٹ کے اسے دیکھا وہ اسی کو دیکھ رہا تھا آنکھوں میں جیسے التجا سی تھی، اگلے ہی پل وہ جھپاک سے باہر نکل گئی اور پیچھے سیم سر پہ ہاتھ پھیر کر رہ گیا، اس کا انتظار کرتے کرتے نجانے کب آنکھ لگ گئی تھی اسے کچھ یاد نہ رہا تھا۔

☆☆☆

مسلسل بجتے الارم کی وجہ سے اس کی آنکھ کھلی تھی، آنکھ کھلتے ہی ایک پل کو اسے سمجھ نہ آیا کہ وہ کہاں ہے مگر جب بیڈ کے دوسرے سرے پہ سوئے سیم پہ نظر پڑی تو اسے سب یاد آ گیا، رات وہ فجر ٹائم پہ کمرے میں آئی تھی تب تک سیم سو چکا تھا، ٹائم پیس مسلسل شور کر رہا تھا، سیم کی نیند ڈسٹرب نہ ہو اس خیال سے اس نے اٹھ کر ٹائم پیس بند کرنا چاہا مگر سیم کی نیند ڈسٹرب ہو چکی تھی شاید وہ کروٹیں بدلنے لگا اور ٹائم پیس اٹھانے کے چکر میں اونچی ہوتی سارہ، سیم کی گرفت میں آ گئی، سینے پہ وزن پڑتے ہی سیم نے پٹ سے شرارتی بچے کی طرح آنکھیں کھول دی سارہ کو بازو کے حلقے میں دیکھ کر وہ دلکشی سے مسکرایا۔

''صبح صبح جگانے کا یہ انداز مجھے پسند آیا۔'' آنکھوں میں نیند کا خمار لئے وہ دھیرے سے بولا سارہ نے سٹپٹا کے اسے دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا، ایک دم وہ نظریں جھکا گئی۔

''میں وہ...... الارم بند کرنے لگی تھی تو......'' وہ فقط اتنا ہی بول سکی۔

''اچھا بہانہ ہے۔'' سیم نے اسے چھیڑا وہ سیم کا حلقہ توڑ کر تیزی سے بیڈ سے اتری۔

''کہاں جا رہی ہے؟'' سیم نے اسے ڈریسنگ روم میں گھستے دیکھا تو پوچھ بیٹھا۔

''تم اٹھ جاؤ آفس سے دیر ہو جائے گی۔'' جواب دینے کی بجائے وہ اسے اٹھنے کی تاکید کرتی الماری کی طرف بڑھی، دل کی دھڑکنیں حد سے زیادہ ہی تیز تھی۔

''آپ چاہتی ہے سنڈے کے دن بھی میں آفس جاؤں۔'' شوخی سے کہتے ہوئے اس نے سارہ کو دیکھا جو سنڈے کا سن کر ڈھیلی پڑ گئی تھی، سیم کے چہرے پہ خواہ مخواہ مسکراہٹ رینگنے لگی۔

''بیویاں تو سنڈے کا سن کر اتنا خوش ہوتی ہے کہ شوہر کے ساتھ ٹائم سپنڈ کریں گی ایک آپ

ہیں کہ میرے گھر میں ہونے کا سن کے ہی افسردہ ہو جاتی ہیں۔'' سیم نے اسے چھیڑا تھا۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔'' سیم کے نکالے کپڑے واپس الماری میں سیٹ کرتے وہ بولی۔

''رئیلی ایسی بات نہیں تو آپ پھر خوشی محسوس کرتی ہے میرے گھر رہنے پہ۔'' وہ جوش سے بولا۔

''اب میں نے ایسا بھی نہیں کہا۔'' کہتی ہوئی وہ جھپاک سے واش روم میں گھس گئی اور سیم دھڑام سے دوبارہ بستر پہ گر گیا۔

☆☆☆

صبح اس نے ایسے ہی سرسری نا ذکر کیا تھا کہ اس کے ایک کولیگ نے سیم اور سارہ دونوں کو اپنی اینی ورسری پارٹی میں انوائٹ کیا ہے، وہ جانتا تھا سارہ ایسی کسی پارٹی میں نہیں جائے گی غصے میں ہی سہی مگر شادی کے بعد وہ نہ کسی جاننے والے (جنہوں نے دعوت کی تھی) کی دعوتوں میں گئی تھی اور نہ ہی سیم کے کسی دوست کی دعوت پہ گئی تھی، صبح بھی وہ جانتا تھا کہ وہ نہیں جائے گی مگر اس وقت اسے شدید ترین جھٹکا لگا جب شام کو وہ واپس لوٹا تو بلیک جھلملاتی ساڑھی میں ہلکی پھلکی جیولری اور میک اپ کے ساتھ وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی اوپر سے کمر سے نیچے جاتے سٹریٹ کھلے سلکی بال اسے مزید دلکش بنا رہے تھے بوا کے ساتھ کسی بات پہ کھل کے ہنستی وہ اردگرد سے بے خبر تھی۔

''ارے سیم تم آ گئے؟ بیٹا کب سے تمہارے انتظار میں بیٹھی ہے تم دونوں کو کسی پارٹی میں جانا تھا ناں۔'' بوا کی نظر اچانک ہی اس پہ پڑی تھی۔

''جی بوا میں بس دس منٹ میں تیار ہو کر آیا۔'' حیرت سے سارہ کو دیکھتے ہوئے وہ خوشی کو اندر ہی اندر دباتا تیزی سے کمرے میں جا گھسا۔

جس وقت وہ پارٹی میں پہنچے سورج آہستہ آہستہ ڈھل چکا تھا، سیم کے دوست اور ان کی وائف نے انہیں گیٹ پہ ہی ریسیو کیا تھا۔

''سیم ویسے ہی آپ کی تعریفیں نہیں کرتا سارہ، جیسا سنا اس سے بڑھ کر پایا آپ کو۔'' (سیم کے دوست) کی وائف نے محبت سے اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے اور جوش سے بولی تھی سارہ جھینپ گئی، سارا وقت پارٹی میں وہ حسن کی وائف کے ساتھ ساتھ رہی سنیاء اسے مختلف لوگوں سے ملواتی رہی، کھانا کھانے کے بعد وہ سیم اور حسن کے ساتھ ایک ٹیبل پہ بیٹھی تھی کافی چل رہی تھی، جب حسن سیم کو کسی سے ملوانے لے گیا تھا۔

''ہیلو۔'' وہ بور ہو رہی تھی، جب ایک انتہائی خوبصورت لڑکی اس کے قریب آ کے بیٹھی تھی سارہ نے اجنبی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

''کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں۔'' وہ اجازت طلب کر رہی تھی۔

''شیور۔'' سارہ آہستگی سے بولی۔

''آپ مجھے نہیں جانتی مگر میں آپ کو جانتی ہوں سارہ، آپ سیم کی وائف ہے ناں۔'' وہ جو کوئی بھی تھی بلا کی پر اعتماد تھی۔

''جی...... مگر آپ کون؟'' سارہ ہچکچائی۔

''میں سونیا سیم کی کلاس فیلو۔''

''اوہ...... اچھا۔'' سارہ خوش دلی سے مسکرا دی۔

''ویسے ایک بات پوچھوں آپ سے۔'' سونیا بولی۔

''جی پوچھیں۔''

''میں مانتی ہوں آپ خوبصورت ہیں پڑھی لکھی بھی لگتی ہیں، آپ کو اچھے سے اچھا رشتہ بھی

مل سکتا تھا پھر سیم سے شادی کیوں کی؟'' سارہ کے مسکراتے ہونٹ ایک دم سکڑے تھے۔

''کیا مطلب ہے اس بات کا؟'' دھیمی مگر سخت آواز میں وہ بولی۔

''میں اور سیم کلاس فیلو تھے، سیم جانتا تھا کہ میں اسے پیار کرتی ہوں مگر وہ اگنور کرتا رہا اس لئے صرف کہ وہ آپ سے پیار کرتا تھا، ایسا کیوں بھلا، آپ تو اس سے پیار نہیں کرتی ناں پھر آپ نے اس سے شادی کیوں کی اور پھر آپ تو اس سے دو سال بڑی بھی ہیں ناں اسی بات کو ایشو بنا کر آپ انکار کر دیتی مگر آپ......''

''بس......'' اس کی بات کاٹ کر سارہ ایک دم اٹھی تھی۔

''یہ میرا اور سیم کا ذاتی معاملہ ہے اور میں اس سے بڑی ہوں وہ جانتا ہے میں نے اس سے شادی کیوں کی اس کے پیچھے جو ریزن ہے وہ تم اسی سے پوچھنا۔'' غصے سے ہاتھ اٹھا کر کہتی وہ ٹک ٹک کرتی دور کھڑے حسن اور کچھ لڑکوں کے درمیان کھڑے سیم کے سر پہ جا پہنچی۔

''مجھے گھر جانا ہے......'' اور لڑکوں کے درمیان کھڑے سیم نے چونک کے اسے دیکھا۔

''خیریت...... مجھے گھر جانا ہے۔'' سپاٹ چہرہ لئے وہ بولی، سیم دوستوں سے معذرت کرتا اسے سائیڈ پہ لے آیا۔

''سارہ تھوڑی دیر اور...... مجھے ابھی گھر جانا ہے تمہیں رکنا ہے تو رکو میں ٹیکسی سے چلی جاتی ہوں۔'' وہ سنجیدگی سے بولتی دو قدم آگے بڑھی جب سیم نے بے اختیار اس کا ہاتھ تھام لیا ہے۔

''اوکے سارہ ریلیکس چلتے ہیں۔'' کہتے ہوئے وہ حسن اور سنیاء کی طرف آیا اجازت چاہی وہ کافی ناراض بھی ہوئے تھوڑی دیر رکنے کا بھی کہا مگر وہ سہولت سے ٹالتا ہوا پھر کبھی آنے کا کہہ کے چلا آیا، سارا رستہ وہ سارہ کا سپاٹ چہرہ دیکھ کر یہی سوچتا رہا کہ آتے ہوئے تو وہ کافی خوش تھی پھر ایسی کیا بات ہوئی تھی کہ وہ ڈسٹرب ہو گئی تھی۔

☆☆☆

گھر آتے ہی سارہ اپنے روم میں جا گھسی جبکہ وہ سیدھا لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھتی بوا اور حبہ کے پاس آ بیٹھا کافی دیر ان کے پاس بیٹھا رہا پھر اپنے روم میں چلا آیا، اسے لگا سارہ چینج کر چکی ہو گی مگر اسے بے چینی سے کمرے میں ٹہلتا دیکھ کر وہ پریشان سا ہو گیا۔

''آر یو اوکے سارہ...... آپ ٹھیک تو ہے ناں، کوئی پریشانی ہے کیا۔'' وارڈ روب کی طرف بڑھتے قدم رکے تھے تیزی سے وہ اس کے قریب آئی تھی۔

''میں نے تمہیں کہاں تھا ناں مت کرو، مت کرو مجھ سے شادی، بڑی ہوں میں تم سے، کوئی جوڑ نہیں میرا تمہارا، لوگ ہنسیں گے، تماشا بنائیں گے، مگر نہیں تمہیں شوق چڑھا تھا مجھ سے شادی کا، اب دیکھ لیا ناں لوگ مجھ پر ہنستے ہیں میرا مذاق بناتے ہیں، مگر تمہیں کیا تم خوشیاں مناؤ، لیکن ایک بات یاد رکھنا اب میں خاموش نہیں بیٹھوں گی، منہ توڑ دوں گی اس کمینی کا، تمہیں کس نے کہاں تھا، کسی نے مشورہ دیا تھا مجھ سے شادی کرنے کا، اسی سے کر لیتے، کم از کم میرا مذاق تو نہ بنتا ناں۔'' وہ اس کا گریبان پکڑے مسلسل جھنجھوڑتے ہوئے سیم کو اپنے حواسوں میں نہ لگی تھی۔

''سارہ بی ریلیکس، پلیز یہاں بیٹھیں، مجھے بتائیں کیا ہوا۔'' وہ اس کے دونوں ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔

''نہیں کرنی مجھے تم سے بات، نہیں رہنا

مجھے تمہارے ساتھ، تم اس......اس اپنی سونیا کے پاس جاؤ، بس مجھے اکیلا چھوڑ دو۔'' وہ اس کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے بپھر اٹھی تھی، سیم نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا کہا آپ سے سونیا نے، مجھے بتائیں سارہ۔'' سیم نے اسے بازو سے تھامنا چاہا۔

''ڈونٹ ٹچ میں، دفع ہو جاؤ، میں نے کہا ناں جاؤ تم اپنی سونیا کے پاس۔'' وہ زور سے چلائی۔

''سارہ!'' وہ کراہا۔

''میری بات......''

''نہیں سننی مجھے تمہاری کوئی بات، جاؤ تم یہاں سے۔'' وہ اسے دھکا دیتے بولی وہ الگ بات مضبوط جسامت کی وجہ سے وہ اپنی جگہ سے ذرا بھی نہ سرکا، کتنی ہی دیر وہ چپ چاپ سارہ کو دیکھتا رہا پھر آہستگی سے مڑا۔

''ٹھہرو تم ایسے نہیں جاؤ گے پہلے مجھے طلاق دو پھر اس کمرے سے باہر جانا۔'' دروازے کے ہینڈل پہ رکھا سیم کا ہاتھ ساکت ہوا تھا۔

''سارہ!'' وہ بے یقین سا واپس مڑا۔

''سنا تم نے پہلے مجھے طلاق......'' اگلے ہی لمحے پڑنے والا تھپڑ اتنا شدید تھا کہ باقی بات اس کے منہ میں ہی رہ گئی، سیم نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بال مٹھی میں بھر لئے۔

''آئندہ ایسی بات منہ سے نکالی ناں تو اپنے ساتھ ساتھ آپ کی جان بھی لے لوں گا سمجھی اور رہی سونیا تو اسے تو میں نہیں چھوڑنے والا۔'' اسے زور سے جھٹکا دے کر خود سے الگ کیا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے کیا گھر سے ہی نکلتا چلا گیا اور پیچھے وہ منہ پہ ہاتھ رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

☆☆☆

رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب وہ نڈھال سا گھر داخل ہوا تھا لاؤنج کی لائٹ آف تھی جس کا مطلب تھا بوا اور حبہ اپنے اپنے روم میں جا چکی تھی وہ گہری سانس بھرتا ہوا اپنے روم کی طرف چلا آیا آہستگی سے دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا سامنے ہی وہ کروٹ بدلے شاید سو رہی تھی، چاپ پیدا کیے بغیر وہ واش روم میں جا گھسا، کافی دیر بیسن پہ جھکا وہ آنکھوں پہ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارتا رہا، جلتی آنکھوں کو سکون ملا تو وہ باہر نکل آیا، وہ یونہی پڑی سو رہی تھی، سیم کتنی ہی دیر بیٹھا اس کی کمر کو گھورتا رہا، کتنے سکون سے سو رہی تھی ناں اس کا چین وسکون لوٹ کے، ٹھنڈی آہ بھرتا وہ کروٹ بدل کر لیٹ گیا کچھ لمحے لگے تھے اسے غنودگی میں جانے کے لئے مگر اگلے ہی پل کوئی عجیب سا احساس تھا جو اسے نیند سے جگا گیا ایک دم سے وہ اٹھا تھا، وہ رو رہی تھی، ہاں واقعی وہ رو رہی تھی۔

''سارہ!'' اگلے ہی لمحے وہ اس پہ جھکا تھا۔

''آپ رو رہی ہیں۔'' دھیرے سے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا تھا، وہ شاید رو رو کے نڈھال ہو چکی تھی کسی سہارے کی تلاش میں تھی سیم کے ہاتھ لگاتے ہی اس کے سینے سے جا لگی اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی وہ اپنی جگہ ساکت رہ گیا۔

''سارہ کیوں رو رہی ہے یار۔'' وہ پریشان سا ہوا تھا، سیم نے اس کا چہرہ اوپر کرنا چاہا مگر وہ مزید اس کے ساتھ چمٹ گئی۔

''سارہ!'' وہ بے بس ہوا تھا۔

''کیا ہو گیا ہے یار اچھا روئیں تو نہیں ناں۔'' سیم نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔

''تم نے مجھے مارا کیوں؟'' آنسو بھری آنکھیں لئے وہ اسے دیکھ رہی تھی، سیم کو لگا وہ ان جھیل جیسی آنکھوں میں ڈوب جائے گا۔

''آئی ایم سوری سارہ، آپ نے بات بھی تو ایسی کی تھی ناں مجھے برداشت نہیں ہوا، آپ نے سوچ بھی کیسے لیا مجھ سے الگ ہونے کا یہ سوچ کر ہی میری سانس رکنے لگتی ہے اور آپ......'' وہ بات ادھوری چھوڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

''میں......''

''کیا میں ایک لڑکی جب دوسری لڑکی سے سنے کہ اس کا شوہر کالج لائف میں اس کے ساتھ افیئر چلا چکا ہے تو اسے کیسا لگے گا۔'' وہ رونا چھوڑ کر غصے سے اسے گھورنے لگی۔

''وہ جھوٹ بول رہی تھی سارہ، کم از کم آپ کو میرے پہ بھروسہ تو ہونا چاہیے ناں۔''

''ہاں یہ سچ ہے وہ میری فرینڈ رہی ہے مگر جب مجھے اس کی پسندیدگی کا علم ہوا میں نے اسے وارن کر دیا اسے بتا دیا کہ میں صرف آپ سے محبت کرتا ہوں، باقی اس نے جھوٹ کیوں بولا میں نہیں جانتا یہی پوچھنے ابھی میں اس کے گھر گیا تھا مگر وہ مجھے اپنے گھر نہیں ملی صبح میں پھر جاؤں گا۔''

''میں تمہاری جان نکال لوں گی اگر اب تم نے اس سے ملنے یا کبھی بات بھی کی تو۔'' سیم کی بات کاٹ کر وہ ایک غصے سے غرائی، سیم نے حیرانگی سے اسے دیکھا اگلے ہی لمحے شرارت اٹد آئی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے مزید قریب کیا۔

''میں تو چاہتا ہوں یار میری موت آپ کے ہاتھوں سے ہی ہو۔''

''تو آپ ریڈی ہیں کیا؟'' شرارت سے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

''کس چیز کے لئے۔'' وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

''مجھے قتل کرنے کے لئے۔'' سیم کی نگاہوں میں کیا کچھ نہیں تھا، وہ جھینپ گئی۔

''شٹ اپ۔'' کروٹ بدلنی چاہی مگر سیم کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ بس پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔

''بہت زور کی لگی کی تھی کیا۔'' انگلیوں کی پوروں سے نرمی سے اس کا گال چھوتے سرگوشی میں وہ بولا۔

''ہاں بہت۔'' وہ شرارت پہ آمادہ تھی شاید، کن انکھیوں سے سیم کو دیکھا وہ اسی کو دیکھ رہا تھا سارہ نے گھبرا کے نظریں جھکا دی۔

''رئیلی ویری سوری سارہ۔'' سیم نے دھیرے سے کہتے ہوئے جھک کر ہونٹ اس کے گال پہ رکھ دیے، اس کے ہونٹوں کی حدت اور سرگوشی پہ سارہ کو کسی قدر سکون محسوس ہوا، حیاء سے اس کی پلکیں جھکتی چلی گئی۔

''آئی رئیلی لو یو سارہ۔'' اس کی پرنم پیشانی پہ لمس چھوڑا تھا۔

''اور میں تم سے کبھی نفرت نہیں کر سکتی سیم۔'' سارہ نے آہستگی سے پلکیں موند کر سر اس کے سینے پر رکھ لیا، سیم نے دھیرے سے اسے کسی قیمتی چیز کی طرح اپنے اندر سمو لیا ایک عجیب سی سرشاری اور مکمل پن رگوں میں چین وسکون بن کر سرائیت کر گیا سارہ کا یہ انداز اسے خوب بھایا اس کی خواہش میں وہ نجانے کیسے کیسے تڑپا تھا، پختہ ارادہ سچی لگن اور پاکیزہ محبت کامیابی کا زینہ دھیرے دھیرے عبور کرتی آخر منزل پا ہی جاتی ہے۔

☆☆☆